علیم الحق حقی
تیل کی آگ

ختم نبوت ﷺ زندہ باد　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈ من **اردو بکس** آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

1۔ گروپ میں یا گروپ ایڈ من سے کوئی بھی بات / درخواست / فرمائش کرتے وقت **السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** کو فروغ دیں۔

2۔ ایڈ منز یا دیگر ممبرز جو بھی اچھی پوسٹ کریں اس پر کمنٹس / شکرز / رائے لازمی کریں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور دیگر ممبران کو بھی اس کتاب / پوسٹ کی اہمیت کا اندازہ ہو۔

3۔ گروپ ایڈ منز سے پرسنل سوالات مت کیجئے۔ صرف کتب کے متعلق دریافت کریں یا درخواست کریں۔

4۔ ایڈ منز اور ممبرز سے اخلاق سے پیش آئیں۔ اگر ہم ادبی گروپ میں موجود ہیں لیکن ہماری اخلاقیات معیاری نہیں تو ہمیں ادبی گروپ کا ممبر کہلانے کا بھی خوئی حق نہیں۔

5 گروپ میں یا ایڈ من کے انباکس میں وائس میسیج، ویڈیوز بھیجنے کی حرکت مت کریں ورنہ بلاک کر دیئے جائیں گے۔

6۔ سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی و ذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

7۔ تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے فری آف کاسٹ وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔

7۔ ہمارا گروپ جوائن کرنے کے لئے درج ذیل لنکس پر کلک کریں اور وٹس ایپ سلیکٹ کر کے جوائن کر لیں۔ صرف ایک ہی گروپ جوائن کریں اگر پہلے سے "اردو بکس" جوائن ہیں تو اس کو سکپ کر دیں۔

1. https://chat.whatsapp.com/EFrs3uGTgEm2319kK0wfu2
2. https://chat.whatsapp.com/Koqfq0iOsCm0F88xfiaLQ1
3. https://chat.whatsapp.com/IEl5cejf7Xc0b1HjApSyxI

گروپ فل ہونے کی صورت میں ایڈ من سے وٹس ایپ پر میسیج کریں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہر گز نہ کریں۔

0343-7008883　　　　　　　　　　0333-8033313

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو

نام کتاب	....	تیل کی آگ
مصنف	....	علیم الحق حقی
ناشر	....	گل فراز احمد
		علم وعرفان پبلشرز، اُردو بازار لاہور
سرورق	....	حنا شیخ
پروف ریڈنگ	....	رانا عبدالمجید
سن اشاعت	....	فروری 2007ء
تعداد	....	500
مطبع	....	جوہر رحمانیہ پرنٹرز، لاہور
قیمت	....	-/120 روپے

سیونتھ سکائی پبلیکیشنز

غزنی سٹریٹ الحمد مارکیٹ

40-اردو بازار، لاہور۔فون:7223584

علم وعرفان پبلشرز

34-اردو بازار لاہور

فون:042-7352332-7232336

زر، زن اور زمین کے بعد موجودہ زمانے میں جو شے سب سے زیادہ وجہ نزاع بنی، وہ زمین کے سینے میں پوشیدہ تیل کے خزانے ہیں۔ آج ساری دُنیا اسی سیال سونے کے پیچھے بھاگ رہی ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اسی طاقت سے چل رہی ہے تو بھی غلط نہ ہوگا۔ یہی وہ ''فتنہ زمانہ'' اس کہانی کے جملہ رنگ برنگے کردار کو یک جا کرنے اور ایک ایسی بازی ترتیب دینے کا سبب بنا ہے۔ جس میں ہار جیت زندگی اور موت کا مسئلہ بن گئی ہے۔ بہ قول میر

زمانہ فتنوں سے خالی کبھی نہیں رہتا

ہمارے عہد میں یہ فتنہ زمانہ ہوا

سونے پہ سہاگا ایک زہرہ جمال وعشوہ طراز کی کج ادائیاں ہیں جس نے پہلی ہی نظر میں ایک مرد زاد کو اسیر زلف گرہ گیر کرلیا تھا۔

اس کی آنکھ کھلی تو سہ پہر ہو چکی تھی۔ دھوپ کھڑکی کے باریک پردوں سے چھن کر اندر آرہی تھی۔

وہ ہوٹل میں تھا...... جکارتہ کے تنزیل ہوٹل میں۔ وہ سماٹرا میں پاکن بارو سے

فلائٹ کے ذریعے یہاں آیا تھا۔ یہاں پہنچتے ہی ایک گھنٹے کے اندر اندر اسے بخار چڑھ گیا تھا۔ بخار لرزہ چڑھ کر آیا تھا اور اس کے ذہن کو گھسیٹ کر تاریکی میں لے گیا تھا۔ اس کا نام خرم نواز تھا۔ وہ آئل ایکسپرٹ تھا اور اب بے روزگار تھا۔ قومیت کے اعتبار سے وہ پاکستانی تھا۔

اس نے چادریں ہٹائیں اور بستر سے اتر آیا۔ کھڑا ہوتے ہی اسے چکر آئے اور اسے میز کا سہارا لے کر خود کو سنبھالنا پڑا۔ چکر تھمے تو وہ باتھ روم کی طرف بڑھا۔ سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتا۔ آئینے میں اسے ایک زرد استخوانی چہرہ اور گھورتی ہوئی دھنسی ہوئی آنکھیں نظر آئیں۔ اس کی سیاہ آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی تھی۔ لیکن معدوم نہیں ہوئی تھی۔

اس کی ستواں ناک بے حد خوبصورت تھی۔ پتلے پتلے ہونٹ، جن پر اچھا موڈ ہو تو بڑی خوبصورت مسکراہٹ نظر آتی تھی اور موڈ خراب ہو تو وہ بھنچ جاتے تھے، جیسے معدوم ہوں۔

اس وقت اس کا موڈ بہت خراب تھا۔ ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اس وقت وہ وطن سے دور اور بے یارو مددگار تھا۔ جیب اس کی بالکل خالی تھی۔

اس نے بڑی احتیاط اور نزاکت سے شیو بنایا اور پھر شاور کھول کر اس کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ پانی اس کے جسم سے بخار کی حدت کھینچ رہا ہے۔

نہانے کے بعد وہ خاصا تروتازہ ہو گیا۔ اس نے تولئے سے اچھی طرح بدن پونچھا، کپڑے بدلے اور پنکھے کے نیچے آ کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن گرمی اتنی تھی کہ ذرا ہی دیر بعد اسے پھر پسینہ آنے لگا۔

اب کچھ کیا بھی نہیں جا سکتا تھا۔

دروازے پر دستک ہوئی اور اگلے ہی لمحے کیپٹن راکا کمرے میں داخل ہوا۔ وہ مختصر الوجود آدمی تھی۔ اس کا تعلق جاوا سے تھا۔ اس کی آواز بے حد نرم اور مسکراہٹ ہونٹوں کے ایک طرف افقی اور دوسری طرف عمودی تھی۔ وہ ملٹری کٹ کا گرے رنگ کا

ٹروپک سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ سر پر پھندنے دار ٹوپی تھی، جو ایک طرف جھکی ہوئی تھی۔

اس نے بے حد اکڑے ہوئے انداز میں سر کو ہلکا سا خم کرتے ہوئے کہا "ہیلو مسٹر نواز۔"

"ہیلو۔" خرم نے کہا اور بدستور ٹائی کی ناٹ میں الجھا رہا۔

کیپٹن راکا نے ایک سگریٹ نکالی اور اسے انگوٹھے کے ناخن پر تھپتھپانے لگا۔ پھر اس نے سگریٹ سلگا کر بہت سارا دھواں اگلا اور مسکراتے ہوئے دھوئیں کے پار خرم کو دیکھنے لگا۔ "اب کیسا محسوس کر رہے ہو مسٹر نواز؟" اس نے پوچھا۔

خرم نے کندھے جھٹک دیئے۔

"کمزوری ہو گئی ہو گی؟"

"ظاہر ہے۔"

"کیپٹن راکا مسکرا دیا۔ "کل ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

"امید تو یہی ہے۔" خرم نے یقین سے عاری لہجے میں کہا۔

"کل دوپہر میں آؤں گا اور تمہیں ائرپورٹ لے چلوں گا۔"

خرم نے اسے بڑے غور سے دیکھا "تمہیں مجھ سے نجات پانے کی بڑی جلدی ہے۔ ہے نا؟"

"تمہیں نکالے جانے کے احکامات کئی روز پہلے جاری ہوئے تھے۔" راکا نے ہموار لہجے میں کہا "مجھ پہ یہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ ان پر جلد از جلد عمل درآمد کراؤں۔" اس نے اپنے ہاتھ کی پشت کو غور سے دیکھا۔ "اور ہاں، بہتر ہو گا کہ اس دوران تم ہوٹل سے باہر نہ نکلو۔ یہ شہر ان لوگوں کے لیے بہت نحس ثابت ہوتا ہے، جن کے کاغذات مکمل نہ ہوں۔"

یہ گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی۔ خرم اردو میں بڑبڑایا۔ "ملعون، تو تو خود نحس اکبر ہے......"

"کیا کہا تم نے؟"

"کچھ نہیں۔ اپنی زبان بول گیا تھا۔"

"خیر، اب تو وہی بولنی ہوگی تمہیں۔" راکا نے طنز کیا۔ "ہاں، تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔"

"میں تم سے متفق ہوں۔ ہوٹل سے باہر نکلنا میرے لئے واقعی برا ثابت ہو گا۔ خرم نے کہا۔

"عقل مند آدمی ہو۔"

"اور تو ہے ابن خنزیر" خرم کو غصہ آ گیا۔ یہ عجیب بات تھی کہ غصہ اسے اردو میں آتا تھا۔ یہ بات نہیں کہ اسے انگریزی نہیں آتی تھی۔ وہ بہت رواں اور شستہ انگریزی بولتا تھا لیکن غصہ بے ساختہ اردو میں آتا تھا۔ عام طور پر اس طرح اس کی بھڑاس نکل جاتی تھی۔ نہ نکلتی تو وہ فوراً ہی اس کا انگریزی ترجمہ بھی مخاطب کی سماعت میں انڈیل دیتا لیکن ایسا کم ہی ہوتا تھا۔ اسی لئے پولیس میں اس کے بارے میں تاثر یہ تھا کہ اسے غصہ کم آتا ہے، لیکن آتا ہے تو بہت خوف ناک آتا ہے۔

"تم تو ابھی سے خود کو پاکستان میں سمجھ رہے ہو۔" کیپٹن راکا نے کہا "خیر میں چلتا ہوں، کل دوپہر آؤں گا۔"

"میں انتظار کروں گا تمہارا۔"

راکا پلٹا اور کسی رقاص کے سے انداز میں چلتا کمرے سے نکل گیا۔ خرم نے دروازہ بند ہوتے ہی بڑی روانی سے گالیاں بکنا شروع کیں اور بکتا چلا گیا۔ غصے کی ایسی کیفیت میں وہ نئی نئی گالیاں اختراع کرتا تھا اور بعض اوقات دو گالیوں کو ملا کر نئی گالی بھی تخلیق کرتا تھا۔

اس کا غصہ بے سبب بھی نہیں تھا۔ راکا قانون کا رکھوالا تھا۔ پولیس مین تھا لیکن اس خطہ زمین پر قانون کچھ بہت ہی عجیب انداز میں کام کرتا تھا۔ یہاں قانون کی گاڑی کو اپنے حق میں چلانے کے لیے اسے تیل دینا پڑتا تھا۔ وطن کی طرح! لیکن وطن کے متعلق تو اس نے سنا ہی تھا۔ وہ وطن میں اسکول کی تعلیم مکمل ہونے تک رہا تھا۔ پھر

اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے امریکا چلا گیا تھا۔ وہاں تعلیم مکمل ہونے سے پہلے اس کے والدین کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس کے بعد وہ صرف ایک بار پاکستان گیا تھا اور وہ بھی محض کچھ دن کے لئے۔ ماں باپ کی قبروں پر فاتحہ پڑھنے کے لیے۔

بہرحال یہاں انڈونیشیا کا قانون امریکہ کے قانون سے مختلف تھا اور اس کا طریق کار بہت زیادہ مختلف تھا۔ اور خرم کے پاس...... سنگاپور تک کے فضائی ٹکٹ اور انڈونیشی کرنسی میں ایک ماہ کی تنخواہ اور اپنی خراب قسمت کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

اس نے کوٹ پہنا اور باہر نکل کر لاؤنج تک گیا۔ وہاں سے اس نے اخبار لیا۔ اخبار بے روزگاروں کے لیے اور ضروری ہو جاتا ہے وہ اس میں ضرورت ہے کہ اشتہار پڑھنے لگا۔

لیکن اخبار کھولنے سے پہلے یہ اسے احساس ہوگیا تھا کہ وہ اپنا وقت ضائع کر رہا ہے۔ وہ کوئی کلرک تو تھا نہیں، آئل مین تھا...... ڈرلر تھا۔ اس کا مقام یہاں تھا جزائر میں۔ لیکن آئل عجیب بزنس تھا۔ اس میں سیاسی چکر بھی چلتے تھے۔ بڑی کمپنیوں کو غیر ملکی حکومتوں کی عنایت اور مقامی افسروں کی مہنگی حاصل ہونے والی خوشنودی پر انحصار کرنا ہوتا تھا۔

اخبار کے حروف اس کی نگاہوں کے سامنے ناچ رہے تھے۔ اس نے اخبار پڑھنے کی کوشش ہی ترک کر دی۔

وہ لابی میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ اچانک عقب سے کسی نے کہا "تم خرم نواز ہو؟" جملہ رواں انگریزی میں ادا کیا گیا تھا۔ آواز باریک سی تھی۔

خرم نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ ایک موٹا بھدا آدمی تھا۔ اس کے بال سیاہ تھے اور آنکھیں کرنجی۔ ناک عقاب کی چونچ جیسی تھی۔ چوڑی اور مضبوط ٹھوڑی کے اوپر اس کا عورتوں جیسا نازک دہانہ بے حد عجیب لگ رہا تھا۔ شیو کی جگہ چھوڑ کر اس کا پورا چہرہ بے حد سفید تھا۔ اس کے چھوٹے اور بے حد موٹے ہاتھ بالوں سے بھرے ہوئے تھے۔

اس کی شخصیت کے پیش نظر اس کی باریک آواز مضحکہ خیز لگی۔

خرم نے کہا"ہاں، میں خرم نواز ہو۔تم کون ہو؟"

"روبن۔اجازت ہوتو بیٹھ جاؤں۔"اس نے بیٹھتے ہوئے کہا اور دونوں ہاتھ میز پر پھیلا دیئے۔ پھر وہ خرم کو دیکھ کرمسکرایا۔"میں نے سنا ہے دوست کہ تم ایک بڑی پریشانی میں گرفتار ہو۔"

"کس سے سنا تم نے اور کیا سنا؟"

"تم پاکن بارو میں پامیکس کمپنی کے ساتھ ڈرلنگ کر رہے تھے۔ وہاں تم نے ایک سوڈانی لڑکے کی پٹائی کر دی۔اس نے تمہارے خلاف پولیس میں رپورٹ کر دی۔ کمپنی نے تم سے بے تعلقی کا اظہار کیا۔ چنانچہ تمہیں ملک سے نکالے جانے کے احکامات جاری ہو گئے۔اب تم تین دن سے بیمار ہو اور کل تمہیں جکارتہ سے رخصت ہونا ہے۔ٹھیک ہے نا؟"

"لیکن اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔" خرم نے نرم لہجے میں کہا۔"اس منحوس لڑکے نے محض اپنی بے پروائی سے ایک گڑھے اور تیس فٹ کی کیسنگ کو تباہ کر دیا تھا۔ اس نے ہمارے کام کو ایک ماہ پیچھے دھکیل دیا تھا۔جبکہ میں اسے بیسیوں بار اس کی بے پروائی پر ٹوک چکا تھا۔اس نقصان پر میں نے اس کی مرمت کر دی۔"

"اور وہ تمہیں بہت مہنگی پڑی۔"

"میں نے کیا، میں نے بھگتا۔تمہیں کیا پریشانی ہے؟" خرم نے اکھڑ پن سے کہا۔

"مجھے کوئی پریشانی نہیں لیکن مجھے دلچسپی ہے اس میں۔"

"کیوں؟"

"میں تمہیں ایک جاب کی آفر کرنا چاہتا ہوں۔"

خرم پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتا رہا۔

"کہو، تم انٹرسٹڈ ہو؟"

"بالکل ہوں۔لیکن جاب کی نوعیت کیا ہے؟ اور کہاں؟"

"ایسا کریں، پہلے کچھ پی لیں۔" روبن نے کہا۔ پھر اس نے تالی بجائی۔فوراً ہی ایک مقامی لڑکا نمودار ہوا اور ڈرنکس کا آرڈر لے کر چلا گیا۔

اس انتظار کے دوران خرم نے سگریٹ سلگائی۔روبن اسے بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

اچانک ہی روبن نے پوچھا"تمہاری عمر کتنی ہے مسٹر نواز؟"

"چھتیس سال۔"

"شادی شدہ ہو؟"

"نہیں؟"

"غصہ بہت آتا ہے اور اچانک آتا ہے تمہیں؟"

"کام کے معاملے میں مجھے بے پروائی اور غیر ذمے داری سے نفرت ہے اور میں احمقوں کے ساتھ کام کرنا پسند نہیں کرتا۔"

روبن نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔"اس کا شمار تو خوبیوں میں ہونا چاہئے۔ یہ بتاؤ، زندگی میں تمہارے عزائم کیا ہیں؟"

خرم کی آنکھوں میں غبار سا لہرایا۔اس نے بہت تیزی سے سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دی۔"میں نہیں جانتا مسٹر روبن کہ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔ اور مجھے اس کی پروا بھی نہیں کہ میرا جواب سن کر تمہارا کیا ردعمل ہوگا۔ میں پاکستانی ہوں۔ آگے پیچھے میرا کوئی نہیں۔ نہ گھر ہے، نہ در ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ اتنی دولت کماؤں کہ تھوڑی سی زرعی زمین خریدوں وطن میں...... اور ایک قطعہ زمین کٹیل فارمنگ کے لیے۔ پھر آسٹریلین اور پاکستانی گایوں کو کراس کرنے کے تجربے کروں اور اچھی فصلیں پیدا کروں اور باقی زندگی وطن میں ہی گزار دوں۔"

"یہ تو بہت اچھے عزائم ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں دولت کے حصول میں دلچسپی ہے؟"

"کسے نہیں ہوتی؟" خرم نواز نے بے پروائی سے کہا۔

لڑکا ڈرنکس لے آیا۔ روبن نے اپنا جام بلند کرتے ہوئے کہا ”گڈ لک مسٹر نواز۔“

”روبن نے ایک طویل گھونٹ لے کر اپنے سرخ ہونٹ پونچھے۔ پھر بولا ” دولت دنیا کی سب سے کم اہم شے ہے۔“

”ہاں، بشرطیکہ آپ کے پاس دولت موجود ہو۔“

”بالکل درست...... جب دوست موجود ہو تو اس کی حیثیت کاغذ کی گڈیوں سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اب مجھے ہی دیکھو......“ اس نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا۔ ”میں صرف ضرورت کے مطابق رقم لے کر باہر نکلتا ہوں۔ میرے پاس سارے بڑے کریڈٹ کارڈ ہیں۔ ہانگ کانگ، جکارتہ، نیو یارک، پیرس، لندن۔ ہر جگہ اکاؤنٹ ہیں۔ میں دنیا میں کہیں بھی بزنس کر سکتا ہوں۔ میں کوشش کروں تو صرف چند گھنٹوں میں پامیکس کمپنی کے شیئرز تین پوائنٹ نیچے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح میں انہیں بلندی کا رستہ بھی دکھا سکتا ہوں۔“

”نہ میں کوئی کمپنی ہوں، نہ میرے پاس شیئرز ہیں کسی کے۔ لہٰذا تمہاری یہ صلاحیت میرے کسی کام کی نہیں۔“

”اگر میری پیشکش قبول کر لو تو تمہیں شیئرز بھی میسر آ سکتے ہیں۔“

”پیشکش کیا ہے؟“ خرم چڑ گیا۔

روبن نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ ”یہاں نہیں مسٹر نواز۔ یہاں میں صرف اتنا بتا دوں کہ میں تمہیں اپنے ساتھ ایک مختصر سفر کے عوض تین ہزار امریکی ڈالر دوں گا۔ وہاں تم اپنی جاب دیکھو گے۔ جاب پسند نہ آئے تو وہ تین ہزار تمہارے اور پسند آجائے تو معاوضے میں بھاری رقم ملے گی۔ بولو، کیا کہتے ہو؟“

”جانا کہاں ہوگا؟“

”یہاں سے بہت دور...... سلے بس۔“

”سلے بس تو اب بھی انڈونیشیا کا حصہ ہے اور مجھے انڈونیشیا سے نکالنے کے

احکامات جاری ہو چکے ہیں۔ میرا پاسپورٹ پولیس کی تحویل میں ہے۔ کل جہاز پر سوار ہونے سے پہلے وہ مجھے نہیں مل سکتا۔“

روبن نے مسکراتے ہوئے اپنے کوٹ کی بریسٹ پاکٹ میں ہاتھ ڈالا اور ایک پاسپورٹ نکال کر میز پر رکھ دیا۔

”ارے، یہ تو میرا پاسپورٹ ہے۔ تمہیں کیسے......؟“

”دولت کی اہمیت کیپٹن را کا بھی سمجھتا ہے۔“ روبن نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا ”اسے تم سے زیادہ اپنے بینک اکاؤنٹ سے دلچسپی ہے۔ وہ تمہاری منزل کے بارے میں بھی کوئی سوال نہیں کرے گا۔ اگر تم راضی ہو تو آج رات میرے ساتھ میرے جہاز کے ذریعے روانہ ہو سکتے ہو۔“

خرم اسے الجھن زدہ نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ ”میں کچھ بھی نہیں سمجھا مسٹر روبن۔“ اس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا ”تم ایک بزنس مین ہو۔ منافع کو اولیت دیتے ہو۔ خیرات کے قائل بھی نہیں ہو سکتے تم۔ اور میں ایک بے روزگار ڈرلر ہوں۔ مجھ سے تمہیں کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے کہ تم یہ زحمت کر رہے ہو؟“

”اس وقت مجھے ایک اہم کام کے لیے ایک آدمی کی فوری ضرورت ہے“ روبن نے کہا ”اس لئے تم پر داؤ لگانے کو تیار ہوں۔ سوال یہ ہے کہ تم بھی مجھ پر داؤ لگانے کو تیار ہو یا نہیں؟“

”تین ہزار امریکی ڈالر کے عوض؟“

”اور بھاری رقم ملنے کا امکان الگ۔“

خرم کی باچھیں کھل گئیں۔ ”مسٹر روبن، ہم میں سے کوئی ایک یقیناً بے وقوف ہے۔ اور مجھے لگتا ہے کہ وہ میں ہوں۔“

”معاملہ قسمت پر کیوں نہیں چھوڑ دیتے؟“

”ہاں، کیوں نہیں۔ میں رضا مند ہوں مسٹر روبن۔“

روبن کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ ”بس تو یہ طے ہو گیا۔ اب میرے کمرے میں

چلو۔ باقی باتیں وہیں ہوں گی۔"

وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ خرم نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ساڑھے چار بجے تھے۔ وہ روبن کے پیچھے چل دیا۔

روبن کا کمرا بے حد خوبصورت اور آراستہ و پیراستہ تھا لیکن اس لڑکی کے سامنے کمرے کی ہر آرائش ماند تھی۔

وہ ایک بے حد خوبصورت ایرانی لڑکی تھی۔ اس کے بھورے بال ریشمی اور لمبے تھے۔ جلد شہد رنگ تھی اور وہ کسی گلاب کی طرح تروتازہ تھی۔ اس کی دو انگلیوں میں انگوٹھیاں تھیں۔ ایک ہیرے کی اور دوسری یاقوت کی۔

وہ کمرے میں داخل ہوئے تو لڑکی آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے پلٹ کر متجسس نگاہوں سے انہیں دیکھا لیکن منہ سے کچھ نہ بولی۔ خرم نے اسے مسکرا کر دیکھا لیکن لڑکی کی آنکھوں میں دلچسپی کی چمک تک نہ ابھری۔

روبن نے رسمی سا تعارف کرایا۔ "یہ نیلم ہے۔ اور نیلم! یہ ہمارے نئے ساتھی ہیں.....خرم نواز۔ یہ ہمارے ساتھ سفر کریں گے۔"

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" خرم نے کہا۔

لڑکی اب بھی کچھ نہ بولی۔ روبن کے ہونٹوں میں موہوم سی مسکراہٹ ابھری۔ خود کو بے وقوف محسوس کرنے لگا۔

روبن نے بالکونی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نیلم سے کہا۔ "نیلم تم باہر جاؤ اور انتظار کرو۔"

لڑکی پلٹی اور بالکونی میں چلی گئی۔

"خوب صورت ہے۔" خرم نے تبصرہ کیا۔

"میری ہے۔" روبن نے زور دے کر کہا "بے حد خوبصورت عورتیں میری کمزوری ہیں۔"

"تم افورڈ بھی کر سکتے ہو۔"

روبن نے میز کی دراز کھول کر باریک کاغذ کی ایک لمبی ٹیوب سی نکالی اور اسے کھول کر میز پر پھیلا دیا۔ "اسے دیکھو مسٹر نواز۔"

خرم ڈرائنگ پر جھک گیا۔ وہ جغرافیائی سروے کرنے والی ایک مشہور کمپنی کا بنایا ہوا سروے چارٹ تھا۔ چارٹ پر ان کے بہترین سروئیر کے دستخط تھے۔ وہ اس شخص کو جانتا تھا۔

روبن خرم کو بغور دیکھ رہا تھا۔ "اس سے کیا پتا چلا تمہیں؟"

"اگر یہ اصلی ہے......"

"یہ اصلی ہے۔ اس کی قیمت میں نے بیس ہزار ڈالر چکائی ہے۔"

"سستا ہے۔" خرم نے کہا "مجھے اس میں سے تیل کی خوشبو آ رہی ہے۔ بہت سارے تیل کی۔"

روبن کی بھدی انگلی نقشے کے ایک پوائنٹ پر جم گئی۔ "یہاں تیل کا کنواں کھودنے میں تمہیں کتنا عرصہ لگے گا؟" اس نے پوچھا۔

"ایک منٹ مسٹر روبن۔" خرم سیدھا کھڑا ہو گیا۔ "پہلے چند باتیں واضح کر دوں۔ سروے اور بات ہے اور کنواں کھودنا اس سے بالکل مختلف ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"دیکھو، سروئیر آدمی ہوتا ہے، گدھا نہیں۔ خرم نے ہموار لہجے میں کہا۔ "وہ زمین کے اوپر رہتا ہے۔ زمین کے اندر نہیں جھانک سکتا۔ وہ یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ تیل ہے یا نہیں۔ یہ تو کسی سرمایہ کار کا اور کسی ڈرلر کا جوا ہوتا ہے۔"

روبن نے اثبات میں سر ہلایا۔ جواب اس کے لیے تسلی بخش تھا "اب بتاؤ، کنواں کتنے دن میں کھودا جا سکتا ہے؟"

خرم چند لمحے سوچتا رہا۔ "آلات کیسے ہیں تمہارے پاس؟"

"بہترین۔"

"تو ابتدائی کھدائی میں ایک ہفتے سے پندرہ دن لگیں گے۔ اس کے بعد ایک ماہ اور۔ چھ ہفتے سمجھ لو۔ مجموعی طور پر۔"

"گڈ" روبن نے اطمینان کی سانس لی۔

خرم نے تیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔ "ایک بات سمجھ لو مسٹر روبن میں کوئی حتمی وعدہ نہیں کر رہا ہوں۔ انسان سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اور پھر ہر کام خدا کی مرضی سے ہی ہوتا ہے۔

"میں یہ بات سمجھتا ہوں۔ اب یہ بتاؤ کہ کیسے مزدور درکار ہوں گے۔"

"سب سے پہلے تو ایک انجینئر۔ ایک ایسا شخص جو پلانٹ کا نظم ونسق سنبھال سکے۔ مکمل اختیارات ملنے کی صورت میں مزدوروں کو میں سنبھال لوں گا۔"

"انجینئر میرے پاس موجود ہے۔ اور جہاں ہم جا رہے ہیں، وہاں مزدور بھی مل جائیں گے اور تمہیں ان سے کام لینے کی آزادی اور اختیار بھی۔"

"ہم جا کہاں رہے ہیں؟"

"روبن نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ "یہ تو میں جکارتہ کی حدود سے تین روز کے فاصلے پر بتا سکوں گا۔"

خرم نے بے پروائی سے کندھے جھٹک دیئے۔

روبن نے چارٹ رول کر کے دوبارہ دراز میں رکھ دیا۔ پھر وہ خرم کی طرف پلٹا۔ اس کی آنکھوں میں طمانیت کی چمک اور سرخ ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی "تم مجھے اچھے لگے ہو مسٹر نواز۔" اس نے کہا "امید ہے، ہماری خوب نبھے گی۔"

خرم نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے اور میز سے ٹک کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے نرم لہجے میں کہا "کہیں جانے سے پہلے میں یہ جاننا چاہوں گا روبن کہ مجھے معاوضہ کیا ملے گا؟"

"تین ہزار ڈالر یہ....." روبن نے ہچکچائے بغیر کہا "ڈرلنگ کے عرصے میں تین سو ڈالر فی ہفتہ۔ اور اگر تیل نکل آیا تو دس ہزار ڈالر کا بونس یا اس کے مساوی ہماری

کمپنی کے حصص۔ کھدائی کے عرصے میں تمہارے تمام اخراجات میرے ذمے ہوں گے۔ کام کی تکمیل کے بعد تم جہاں چاہو، وہاں تک کا فضائی سفر بھی میرے ذمے۔ یہ الگ بات کہ تم میرے ساتھ کام کرنا جاری رکھنا ہو۔ کیا خیال ہے؟"

"مناسب ہے۔" خرم نے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ سب کچھ تحریری شکل میں چاہتے ہو؟"

"خرم نے نفی میں سر ہلا دیا۔

روبن کا منہ بن گیا۔ "رقم کے معاملے میں کبھی کسی کی زبانی بات پر بھروسہ مت کیا کرو نواز۔" اس نے کہا۔

"اگر تم تحریری معاہدہ کرنا چاہتے ہو تو لکھ دو۔ لڑکی گواہی دے دی گی۔"

"میرے خیال میں یہی مناسب ہے" روبن نے کہا "تم ذرا نیلم کو آواز دو اور اس سے کہو کہ ڈرنکس بنائے۔ اور ہاں سنو......"

خرم بالکونی کے دروازے پر پہنچ چکا تھا۔ یہ سن کر وہ پلٹا اور روبن کو دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں برف کی ڈلیاں معلوم ہو رہی تھی۔ "یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ نیلم میری ہے۔"

"اتنے دولت مند ہو کر اتنی معمولی سی لڑکی کی فکر کیوں کرتے ہو؟" خرم نے نرم لہجے میں کہا اور دروازہ کھول کر بالکونی میں چلا گیا۔

۞ ۞ ۞

اس رات آٹھ بجے خرم نے اپنا سامان کینوس کے ہولڈال میں پیک کیا، ہوٹل کا بل ادا کیا اور باہر نکل آیا۔ باہر اس نے ہولڈال نیچے رکھا اور درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر ایک سگریٹ سلگائی۔ پھر وہ چل دیا۔

کچھ دیر بعد وہ جہاز پناما کے ڈیک پر تھا۔ ڈیک پر موجود نوجوان افسر نے اسے سیلوٹ کیا اور گزارے لائق انگریزی میں اس سے اس کی آمد کا مقصد پوچھا۔

"میں خرم نواز ہوں۔"

"اوہ، آپ ہمارے ساتھ سفر کریں گے۔ میں سیکنڈ آفیسر آرٹورو ہوں۔ میرے ساتھ آیئے۔"

"تم سے مل کر خوشی ہوئی آرٹورو۔ مسٹر روبن کہاں ہیں؟"

"سیلون میں جناب۔ وہ ڈنر کے لیے آپ کے منتظر ہیں۔"

آرٹورو نے ایک کیبن کا دروازہ کھولا اور مودبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ کر اسے کیبن میں داخل ہونے کا موقع دیا۔

خرم ایک سیٹی بجا کر رہ گیا۔ کیبن بہت بڑا تھا۔ وہاں ایک بڑا بیڈ، ایک میز اور ایک کرسی فرش سے پیوست تھی۔ پورٹ ہولز پر جدید طرز کے پردے تھے۔ دیواروں میں چمک دار اطالوی واٹر کلر بہار دکھا رہے تھے۔

آرٹورو بچوں کی طرح خوش ہوا۔ "یہ جہاز انگلینڈ میں بنایا گیا تھا۔ تکمیل اس کی جنیوا میں ہوئی۔ ہمیں اس پر فخر ہے۔"

"ہمیں سے کیا مراد ہے تمہاری؟" خرم نے معصومیت سے پوچھا۔

"اسٹاف جناب۔ ولندیزی کپتان اور اطالوی آفیسرز۔"

"اور عملہ؟"

"خلاصی ملاوی ہیں۔ انجن روم کا اسٹاف سیلونی ہے۔ نچلے کام کرنے والے چینی ہیں۔"

خرم نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ روبن بہت چالاک آدمی تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر نظر رکھتا تھا اور لڑاؤ اور حکومت کرو کا قائل تھا۔ اس قسم کے اسٹاف کی موجودگی میں کسی شورش کا امکان نہیں تھا۔

اس کا کیبن دکھانے کے بعد آرٹورو اسے سیلون کی طرف لے گیا۔ اس نے دروازہ کھول کر کسی نقیب کے انداز میں اعلان کیا۔ کیپٹن جانزون، مسٹر روبن، مسٹر کھرم نواز۔"

وہ اس کے خیر مقدم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جانزون چھوٹے سنہرے

بالوں والا دیو قامت آدمی تھا، جس کی داڑھی مور پنکھ جیسی تھی۔ روبن کے ساتھ وہ لڑکی نیلم بھی موجود تھی۔ روبن نے ظاہری گرم جوشی سے خرم کا استقبال کیا۔ نیلم نے محض سر کو ہلکی سی جنبش دینے پر اکتفا کیا۔ جبکہ جانزون نے اپنے بیلچہ نما ہاتھ سے اس کا ہاتھ کچل ڈالا۔

"کیپٹن! مسٹر نواز کے لیے ڈرنک۔" روبن نے اپنی مخصوص باریک آواز میں کہا۔

جانزون نے جام میں دو انگل وسکی انڈیلی اور جام خرم کی طرف بڑھا دیا۔ خرم نے بڑی احتیاط سے اس میں سادہ پانی ملایا اور جام کو ٹوسٹ کے انداز میں بلند کیا۔

تینوں نے ایک ساتھ گھونٹ لیا۔ نیلم خاموش بیٹھی رہی۔

"یہاں موجود ہم چار افراد ہی اس انٹر پرائز سے متعلق ہیں نواز۔" روبن نے کہا "باقی سب ملازمین ہیں، جن کا کام جہاز چلانا اور اپنے کام سے کام رکھنا ہے۔ یہ بات واضح ہوگئی؟"

"ہاں، بالکل واضح ...... میرے ضمیر کی طرح۔" خرم نے کہا۔

پہلی بار نیلم کی آنکھوں میں دلچسپی کی چمک ابھری۔

روبن نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا "ڈنر پندرہ منٹ بعد ہوگا۔ جنٹلمین! ناؤ ایکسکیوزمی۔ آؤ نیلم۔" یہ کہہ کر وہ پلٹا اور سیلون سے نکل گیا۔ نیلم بغیر ایک لفظ کہے اس کے پیچھے چل دی۔ اس نے خرم اور جانزون کی طرف دیکھا بھی نہیں۔

"مسٹر نواز، اس لونڈیا کے بارے میں کیا خیال ہے؟" جانزون نے کہا۔

"اس کے سلسلے میں میرا کوئی خیال نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے متنبہ کر دیا گیا ہے۔"

"آدمی عقل مند ہو۔" جانزون نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے، تم اور میں اچھے دوست بن سکتے ہیں۔" اس نے گلاسوں میں مزید وسکی انڈیلی اور بڑے سرسری انداز میں پوچھا۔ "روبن کو طویل عرصے سے جانتے ہو؟"

"چار پانچ گھنٹوں کی شناسائی ہے ہماری۔ کیوں؟"

"وہ بڑا آدمی ہے، جو چاہتا ہے، حاصل کر لیتا ہے۔ صرف جاندار ہی نہیں، اس کے پاس دولت بھی بہت ہے۔ روم، پیرس، جنیوا اور نیویارک میں اس کا نام لینے سے ہر دروازہ کھل جاتا ہے۔ یہ شپ اس نے اسکریپ کا کاروبار کرنے والوں سے تیس ہزار پاؤنڈ میں خریدا۔ پھر اس پر پچاس ہزار پاؤنڈ صرف کر کے ایسا بنایا۔ اس کی سوچ بڑی ہے۔ کسی پروجیکٹ پر دولت خرچ کرتے ہوئے وہ ہاتھ نہیں کھینچتا۔ اچھی خدمات کا اچھا معاوضہ دیتا ہے۔"

"اس کا اصل کاروبار کیا ہے؟" خرم نے محتاط انداز میں پوچھا۔

جانزون نے کندھے جھٹک دیے۔ "وہ ہر اس چیز میں دلچسپی لیتا ہے، جس میں منافع کا امکان ہو۔ آج تیل ہے۔ کل سونا، کاٹن یا اسلحہ، کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ مارکیٹ میں ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ کبھی کوئی نئی کمپنی قائم کرتا ہے، کبھی کوئی پرانی کمپنی خرید لیتا ہے۔ اس کی انگلیوں کا لمس طلائی ہے۔"

"تم اس کے ساتھ بہت عرصے سے ہو؟"

"تین سال سے ہوں، جب یہ جہاز مکمل ہوا تھا۔ اس سے بہتر مقام مجھے کبھی نہیں ملا۔ تنخواہ اچھی، منافع الگ۔"

خرم نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ "یعنی طلائی لمس والی انگلیوں سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو۔"

"ہاں وفاداروں کے لیے یہ سہولت بھی موجود ہے۔"

خرم مسکرایا اور جام کو لبوں سے لگا لیا۔

"ایک بات یاد رکھنا دوست۔" جانزون نے تنبیہی لہجے میں کہا "مسٹر روبن کو مذاق اچھا نہیں لگتا۔ خاص طور پر ایسا مذاق جو ان کی سمجھ میں نہ آئے۔"

"تب تو مجھے اس پر ترس آنا چاہیے۔" خرم نے کہا "جس زندگی میں ہنسی نہ ہو، قہقہے نہ ہوں، وہ بھی کوئی زندگی ہے۔"

"تمہاری اور میری زندگی بہتر ہے وہ۔" جانزون نے تلخی سے کہا۔ "دولت

بڑی طاقت ہوتی ہے۔ دس منٹ میں دس انسانوں کو توڑ سکتی ہے۔ اور ایک نصیحت سن لو مسٹر نواز۔ کسی عورت کے سامنے روبن کو کبھی نیچا نہ دکھانا۔ اسے مرکز نگاہ بننا اچھا لگتا ہے مگر صرف مثبت انداز میں۔" اس نے گھڑی پر نگاہ کی۔ "اور اسے پابندی وقت بھی اچھی لگتی ہے۔ اب چل دو۔ ہمیں ڈنر اس کے سوئٹ میں کرنا ہے۔ اس حسین لڑکی کے ساتھ......"

"یہ لڑکی کون ہے؟" خرم کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

جانزون نے اسے کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا "ایرانی لڑکی ہے اور کون جانے، کسی محل سے آئی ہے یا کسی گندے نالے سے اٹھائی گئی ہے۔ مگر اب وہ جو کچھ بھی ہے، روبن کی ہے۔ اس کی جاگیر ہے وہ۔"

"یہ تو روبن نے بھی کہا تھا۔" خرم نے نرم لہجے میں کہا "مگر میں سوچتا ہوں، کیا لڑکی بھی اسی انداز میں سوچتی ہے؟"

جانزون چلتے چلتے رک گیا۔ اس نے خرم کا بازو تھاما اور اسے گھما کر اپنے سامنے کیا۔ اس کی گرفت بے حد سخت تھی۔ اس نے غصے میں لپٹی ہوئی سرگوشی میں کہا "دیکھو پاکستانی، دنیا میں کروڑوں اربوں عورتیں ہیں۔ تم ان میں سے جسے چاہو اپنا لو لیکن اس لڑکی کے لیے سوچنا بھی مت۔ وہ روبن کی ہے۔ اسے خوش رکھتی ہے۔ اور جب تک روبن خوش ہے، ہم سب بھی مطمئن اور متمول ہیں۔ تم اسے دیکھ کر صرف مسکرائے بھی تو دو چاقو تمہارے حلق میں گڑ جائیں گے۔ ایک اس کا، دوسرا میرا۔ سمجھے؟"

خرم بڑی معصومیت سے مسکرایا اور اس نے بے حد شیریں لہجے میں کہا "میں سمجھتا ہوں۔ مگر میں ایسی برف کی مورت کے لیے کیوں خوار ہونے لگا۔ میں تو گرم و گداز جذبوں کا آدمی ہوں۔"

"پھر بھی یہ بات کبھی نہ بھولنا۔" جانزون نے اپنی گرفت ڈھیلی کر دی۔

خرم اس کے سامنے تن کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹوں پر اب بھی وہی معصوم سی

مسکراہٹ تھی لیکن آنکھوں میں غصے کی چمک تھی۔اس نے کہا''کیپٹن، ایک بات میں بھی تمہارے کان میں ڈال دوں۔ مستقبل میں اپنے یہ ہاتھ اپنی جیبوں میں رکھنا۔اگلی بار تم نے مجھے ہاتھ لگایا تمہاری گردن توڑ دوں گا۔''

جانزون کا منہ کھل گیا حیرت سے۔ پھر بغیر کہے وہ پلٹا اور روبن کے اسٹیٹ روم کی طرف چل دیا۔

وہ اندر داخل ہوئے تو نیلم کوئی فیشن میگزین پڑھ رہی تھی۔اس نے نگاہیں اٹھا کر انہیں دیکھا اور دوبارہ پڑھنے میں مصروف ہوگئی۔

''بیٹھ جاؤ۔'' روبن نے کہا''ہمارے آخری مہمان آنے میں ابھی چند منٹ باقی ہیں اور اس کے آنے سے پہلے مجھے تم لوگوں سے کچھ کہنا ہے۔''

جانزون نے اسے حیرت سے دیکھا۔گویا اسے کسی اور مہمان کی آمد کا علم نہیں تھا۔

روبن نے مسکراتے ہوئے کہا''ہمارا آخری مہمان مسٹر نواز کا ایک دوست ہے۔''

''میرا دوست! کیا نام ہے اس کا؟'' خرم نے پوچھا۔

''کیپٹن راکا۔''

خرم تقریباً اچھل پڑا پھر اس نے سنبھلتے ہوئے کہا''مجھے کیا۔یہ جہاز تمہارا ہے۔تم جانو۔میں ہوتا تو اسے باہر ہی کچھ دے دلا کر نمٹا دیتا۔''

''خیر، کام کی بات کرو۔راکا رشوت وصول کرنے آرہا ہے۔بدقسمتی سے وہ طے شدہ رقم سے زیادہ طلب کر رہا ہے۔اس لئے مجھے اس سے تنہائی میں گفتگو کرنا ہوگی۔لہٰذا کھانے اور کافی کے بعد کیپٹن تم اپنے کام میں لگ جانا۔اور نواز تم نیلم کو عرشے والے سیلون میں لے جا کر اس کا کچھ دل بہلانا۔کیپٹن راکا سے معاملات طے ہوجانے کے بعد میں خود تمہیں بلوا لوں گا۔ٹھیک ہے؟''

''مجھے تو یہ رات بے حد خوش گوار لگنے لگی ہے۔'' خرم نے چہک کر کہا۔

''کاش تمہارے حق میں ایسا ہی ہو؟'' روبن نے خشک لہجے میں کہا۔

''خرم نے چونک کر اسے دیکھا۔''کیا مطلب ہوا اس کا؟''

''تمہارے مستقبل کا انحصار میرے اور راکا کے مذاکرات پر ہے۔''

''فی الوقت تو اسے مجھ پر چھوڑ دو۔! باقی بعد میں دیکھیں گے۔''

''پانچ منٹ بعد کیپٹن راکا آیا اور ڈنر شروع ہوگیا۔ڈنر کچھ پر لطف نہیں تھا۔ ماحول میں کشیدگی اور شک تھا۔جانزون بے حد ناخوش اور نیلم بے نیاز نظر آرہی تھی۔ خرم البتہ راکا کے ساتھ چھیڑ خانی کرتا رہا لیکن راکا بہت ڈھیٹ آدمی تھا۔روبن کا انداز ایسا تھا، جیسے صورت حال پوری طرح اس کے قابو میں ہے۔وہ بہت اچھا میزبان ثابت ہو رہا تھا۔گفتگو کی ذمے داری بھی اس نے ہی سنبھالی ہوئی تھی۔

کافی کے بعد روبن نے کہا''اب تم لوگ ہمیں تنہا چھوڑ دو۔مجھے کیپٹن راکا سے کچھ کاروباری معاملات طے کرنے ہیں۔''

جانزون بغیر کچھ کہے رخصت ہوگیا۔خرم بھی نیلم کو لے کر نکلا اور ڈیک کی طرف چل دیا۔اس نے نیلم کا ہاتھ تھام لیا تھا۔نیلم کے ہاتھ میں تھرتھراہٹ سی تھی۔وہ ریلنگ سے ٹک کر کھڑے ہوگئے۔کچھ دیر وہ پانی میں تھرکتی روشنیوں کو دیکھتے رہے۔

خرم کو حیرت ہوئی۔وہ تو سچ مچ برف کی مورت تھی۔اس کے لمس کا گداز بھی اسے نہیں پگھلا سکا تھا۔اس کے جوابی لمس میں کوئی جذبہ نہیں تھا۔

''لگتا ہے، ہمیں کافی دیر ایک دوسرے کے ساتھ رہنا ہوگا۔'' بالآخر خرم نے کہا''کیا تم وقت گزاری کے لیے وقتاً فوقتاً ایک مسکراہٹ، ایک مہربان لفظ بھی نہیں دے سکتیں؟''

''میری مسکراہٹ سے تمہیں کیا فرق پڑتا ہے؟'' برف کی مورت بولی۔

''میں خود کو بہتر......مرد محسوس کرنے لگوں گا۔''

''مجھے یہ کام صرف ایک شخص کے لیے کرنے کا معاوضہ ملتا ہے۔اس معاوضے میں، میں دو افراد کو نہیں نواز سکتی۔'' نیلم نے سرد لہجے میں کہا اور پانی کو گھورتی رہی۔

''معاوضے کا کیا سوال ہے۔میں تو کنگلا آدمی ہوں۔'' خرم نے مسکراتے

ہوئے کہا "اور مسکراہٹ میرے نزدیک خرید و فروخت کی جنس ہے بھی نہیں۔ مجھے تو جو کچھ ملے گا، محبت کے عوض ملے گا۔ جواب میں، میں اپنا پورا دل اور خالی جیب ہی دے سکتا ہوں۔ اور دیکھو، دنیا اتنی مایوس کن جگہ ہے کہ آدمی کو ہنسنے کا جواز ہی میسر نہیں آتا۔ ایسے میں تم مجھے دو ایک مسکراہٹیں کیوں نہیں دے سکتیں۔ اچھا یہ بتاؤ، دنیا دیکھی ہے تم نے؟"

"میں نیپلز جا چکی ہوں۔" نیلم نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

بہت خوب۔ اور وہاں روبن کی دولت کے زور پر تم بہترین ہوٹل میں ٹھہری ہوگی۔ ٹپ کے لالچ میں ویٹر تمہارا کوئی کام کرنے کو ترستے ہوں گے۔ ہے نا؟"

"ہاں۔"

"اور کہاں کہاں گئی ہو؟"

"نیویارک، لندن، پیرس، کینز اور نجانے کہاں کہاں؟"

"اور تمہیں ہر شہر ایک جیسا ہی لگا ہوگا؟"

"ہاں۔"

"تو پھر مان لو کہ تم نے کسی جگہ بھی ایک سچا لمحہ تک نہیں گزارا۔ دولت میں یہی خرابی ہوتی ہے۔ شہروں کا، زندگی کا اصل روپ دیکھنے ہی نہیں دیتی۔ تم تو خوشی کے ذائقے سے بھی نا آشنا ہوگی۔"

"خوشی!" نیلم کے لہجے میں نفرت اُمڈ آئی۔ "نہیں۔ میں نہیں جانتی، خوشی کیا ہے۔ لیکن دنیا؟ خرم، دنیا میں نے تم سے زیادہ دیکھی ہے۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہو گڑیا۔ میں سولہ سال کی عمر سے مارا مارا پھر رہا ہوں۔"

"مجھے مارے مارے پھرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ دنیا خود میرے پاس آتی تھی۔"

"کیوں نہ آتی۔ تم حسین ہی ایسی ہو۔"

"اس تعریف کا نیلم پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اس نے سادگی سے کہا" میں جہاں تھی، وہاں حسن کے تمام دروازے ان کے لیے کھلے ہوتے ہیں، جن کے پاس

دولت ہو۔"

"وہ کون سی جگہ تھی؟" خرم نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"ہانگ کانگ۔"

"وہاں سے لایا ہے روبن تمہیں؟"

"ہاں۔ وہ آسانی سے خوش ہونے والا آدمی نہیں۔ اور میں نے اسے خوش کر دیا تھا۔ اب میں اس کے لیے نمائشی کھلونا ہوں۔ مرد مجھے دیکھ کر شل ہو جاتے ہیں۔ عورتیں مجھے دیکھ کر کڑھتی ہیں اور روبن خوش ہوتا ہے۔"

"اور تم؟"

"میں! میں قانع ہوں۔ بلکہ خوش ہوں۔ ہانگ کانگ کے اس اعلیٰ درجے کے قحبہ خانے پی کاک پویلین میں دو سو سے زیادہ عورتیں تھیں۔ میں ان سب سے زیادہ کامیاب ہوں۔"

"اور جب روبن کا دل بھر جائے گا تم سے تو؟"

"تو کیا تم اس سے بہتر کوئی شکل پیش کر سکتے ہو؟" وہ غصے سے بولی۔

"کیوں نہیں۔ اگر محبت کے تند جذبے نے مجھے اور تمہیں ایک ساتھ جکڑ لیا تو ہم نئے سرے سے زندگی شروع کر سکتے ہیں۔"

تب پہلی بار خرم نے نیلم کی ہنسی سنی لیکن وہ خوش کن ہر گز نہیں تھی۔ "تم بے وقوف ہو خرم۔" اس نے کہا۔

"اس بات سے تو میں بہت پہلے سے واقف ہوں۔ لیکن روبن کی عقل مندی کے مقابلے میں مجھے اپنی حماقت آپ ہی زیادہ پسند ہے۔"

"تو پھر تم اس کے ساتھ شامل کیوں ہوئے؟"

"اس لئے کہ اس نے میری واحد صلاحیت کے بہت اونچے دام لگائے تھے۔"

"تم کیپٹن راکا سے خوف زدہ تھے؟"

اس بار خرم نے قہقہہ لگایا۔ نیلم گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ "خوف زدہ

اوراس سے؟" خرم نے حقارت سے کہا" میں اس رشوت خور سے کیوں خوف زدہ ہونے لگا۔ وہ زیادہ سے زیادہ میرے ساتھ یہ کرسکتا تھا کہ مجھے سنگا پور کی فلائٹ پر بٹھا دے۔ پھر روبن نے جو پیشکش کی تو یہ بھی بتایا کہ میرے سلسلے وہ کیپٹن راکا کو خرید چکا ہے اورویسے بھی میرا اس جہاز کے ذریعے انڈونیشیا سے نکلنا خلاف قانون نہیں لیکن راکا نے اسے بڑی بات بنادیا ہوگا۔ اس کا دھندا ہی یہی ہے۔"

"پھر آج راکا تمہارے لئے نہیں آیا تو کیوں آیا ہے؟"

"وجہ جو بھی ہو میری گڑیا، اس کی آمد کا سبب میں نہیں ہوں۔"

"تو پھر کیوں آیا وہ؟"

نیلم کا لہجہ عجیب سا تھا۔ خرم الجھ سا گیا۔ اس نے ریلنگ سے ٹیک لگاتے ہوئے ہنس کر کہا۔" اس بات کی نہ تمہیں کوئی پروا ہونی چاہئے نہ مجھے۔ روبن کا معاملہ ہے۔ وہی جانے۔ ہمیں تو صرف اپنے معاوضے کی فکر ہونی چاہئے۔ یہ کہتے ہوئے اس نے تیزی سے نیلم کو اپنی بانہوں میں سمیٹا اور بغیر سوچے سمجھے ایک جسارت کرڈالی۔ نیلم پہلے تو اس کے سینے پر گھونسے مارتی رہی۔ پھر اچانک خرم کو احساس ہوا کہ برف پگھل رہی ہے۔ جذبے جاگ رہے تھے۔

وہ علیحدہ ہوئے۔ خرم نے سگریٹ سلگائی اور نیلم اپنے بکھرے بال درست کرنے اورلپ اسٹک تازہ کرنے میں مصروف ہوگئی۔

نیلم کا چہرہ تاریکی میں تھا۔ خرم اس کا تاثر نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن نیلم بولی تو اس کی آواز پہلے کی طرح بے تاثر اور سرد نہیں تھی۔" تم عورتوں کی قربت میں بہت جلدی بھڑک اٹھتے ہو؟"

"تمہاری قربت مجھے بہت تیزی سے بھڑکاتی ہے"

"چلو یہی سہی۔ مگر اس سے ہمیں حاصل کیا ہوا؟"

"میرے ساتھ چلو۔ ہم نئے سرے سے زندگی شروع کرسکتے ہیں۔ ابھی۔"

نیلم نے نفی میں سر ہلایا۔" تمہیں نکالے جانے کے احکامات جاری ہوچکے

ہیں اور جیب میں تمہاری کچھ بھی نہیں ہے۔"

خرم نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن وہ پیچھے ہٹ گئی۔ خرم نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا" تو ہم یہیں رہیں گے۔ تم میری چاہت کروگی اور میری نگاہیں تمہارے چہرے پر جمی رہیں گی ہر وقت۔ میرے ہاتھ تمہارے لمس کو دن رات ترستے رہیں گے اور تم کسی اور کی زینت آغوش بنی رہوگی۔ صرف اس لئے کہ اس کے پاس دولت ہے۔ یہی چاہتی ہو تم؟"

"میں یہ نہیں چاہتی لیکن میرے لیے ہے یہی کچھ۔ اور کوئی بہتر موقع ملنے تک میں اسے قائم رکھنا چاہتی ہوں۔"

"اپنے خطرات سمیت محبت اس سے بہتر نہیں لگتی تمہیں؟"

"محبت!" نیلم کا لہجہ زہریلا ہوگیا۔" اسے محبت کہتے ہو؟ تمہارے خیال میں ایک تم ہی ہو، جس کے بارے میں اس طرح محسوس کیا ہے میں نے؟ اور کیا مجھے یہ خوش فہمی ہے کہ تمہیں اس انداز میں صرف میں نے متاثر کیا ہے؟"

"تو روبن بدستور تمہارا مالک ہے؟"

"اس نے جو کچھ خریدا ہے، اس کا وہ مالک ہے۔ میری بات سنو خرم!" نیلم کے لہجے میں گرم جوشی آگئی اور اس نے اپنا ہاتھ خرم کے ہاتھ پر رکھ دیا۔" کوئی اور مقام ہوتا تو ہمارے لئے امید ہوسکتی تھی لیکن یہاں کوئی امکان نہیں۔ روبن بہت خراب آدمی ہے۔ اگر اسے اندازہ بھی ہوجائے کہ ہمارے درمیان کچھ ہوا ہے تو وہ ہمیں ذلیل کرنے اور اذیت پہنچانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑے گا۔ وہ تو ہمیں تباہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ تم اسے نہیں جانتے۔ میں جانتی ہوں۔ وہ اپنی ضد پوری کئے بغیر نہیں مانتا۔"

"میں خود بھی بڑا اڑیل اور مستقل مزاج آدمی ہوں۔"

"تم جتنا خود کو سمجھتے ہو، اس سے بڑے بے وقوف ہو خرم......"

اس سے پہلے کہ خرم اس بات کی تردید کرتا، ایک چینی خلاصی اس کا بلاوا لے کرآگیا۔ روبن نے اسے بلوایا تھا۔

روبن کے سوئٹ میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے ان کی نظر کیپٹن راکا پر پڑی، جو میز پر سر ٹکائے۔ کرسی پر بکھرا زوردار خراٹے لے رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک جام لڑھکا ہوا تھا اور کہنی کے پاس شمپین کی باسکٹ تھی۔ میز پر گری ہوئی شراب قطرہ قطرہ اس کی گود میں گر رہی تھی۔ روبن پورٹ ہول کے پاس کھڑا سگار سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

نیلم نے تعجب سے روبن کو دیکھا۔

''اچھے مسلمان شراب کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔'' روبن نے مسکراتے ہوئے کہا ''کیپٹن راکا نے خدا کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔''

''تمہارے معاملات نمٹ گئے اس سے؟'' خرم نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ بھی خوش اور میں بھی مطمئن۔''

''لیکن اتنی سی دیر میں اس کا یہ حال ہو گیا؟''

روبن نے تیز نگاہوں سے خرم کو دیکھا۔ لیکن خرم کی نگاہوں میں کوئی قابل اعتراض تاثر نہیں تھا۔ ''اب ایک مسئلہ درپیش ہے۔ ہمیں'' روبن نے کہا ''اسے گھر کیسے پہنچایا جائے؟''

''سیدھی سی بات ہے۔'' خرم نے بے پروائی سے کہا ''کنارے لے جا کر اسے کسی رکشے میں ٹھونسو اور پولیس ہیڈ کوارٹر بھجوادو۔''

''یہ اتنا آسان معاملہ نہیں نواز۔ اس کے افسران کو علم نہیں کہ یہ یہاں آیا ہوا ہے۔ ظاہر ہے، رشوت لینے کوئی اپنے افسران کو بتا کر نہیں جاتا۔ اگر ہم اس کے لیے یہاں کشتی منگواتے ہیں تو بعد میں پوچھ گچھ پر کشتی والا پولیس کو یہاں پہنچادے گا جبکہ ہمیں ایک گھنٹے بعد لنگر اٹھادینا ہے۔''

''لیکن یہ اس حال میں اپنے پیروں پر چل کر تو گھر نہیں جاسکتا۔''

''تم اسے چلاتے ہوئے مارکیٹ ایریا تک لے جاؤ۔ وہاں اسے کسی ٹیکسی میں بٹھادینا۔'' روبن نے تجویز پیش کی۔

خرم فوراً ہی چوکنا ہو گیا۔ ''میں ہی کیوں؟ یہ کام تم اپنے کسی خلاصی سے بھی لے سکتے ہو۔''

روبن مسکرایا۔ ''اس وقت سب لنگر اٹھانے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اور تم تین ہزار ڈالر کے حوالے سے مقروض بھی ہو۔ اس کے عوض میں تم سے ایک چھوٹا سا کام لے رہا ہوں۔'' روبن کی باریک آواز بلند ہو گئی۔ ''یوں تمہیں اسے سمندر برد کرنے کا موقع بھی مل جائے گا۔''

خرم چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر سرد لہجے میں بولا ''صرف مقروض ہونے والی بات میرے دل کو لگتی ہے۔ اسی کے لیے میں تمہارا یہ کام کر دوں گا۔'' اس نے کیپٹن راکا کو بغلوں میں ہاتھ لے کر اسے اٹھایا۔ مدہوش کیپٹن راکا بوری کی طرح اس پر لد گیا۔

''روبن، اس کی ٹوپی سر پر رکھو اور اسے سہارا دو تاکہ میں اسے اٹھا سکوں۔'' خرم نے روبن سے کہا۔

روبن نے راکا کے سر پر ٹوپی جمائی اور اسے سہارا دیا۔ خرم کچھ سہارا دیتا کچھ گھسیٹتا راکا کو باہر لے چلا۔ انداز ایسا تھا، جیسے کسی شرابی دوست کو سہارا دے رہا ہو۔

''دور چھوڑ کر آنا'' روبن نے چیخ کر کہا ''زیادہ پریشان کرے تو کسی جھیل میں پھینک دینا۔''

''میں کبھی خود بھی اس حال کو پہنچتا رہا ہوں'' خرم نے کہا۔ ''یہ سلوک تو میں اپنے بدترین دشمن کے ساتھ بھی نہیں کرسکتا۔''

۞......۞ ۞

پناما کے ایک خلاصی نے جہاز کی کشتی پر انہیں کنارے تک پہنچایا۔

ابتدا میں خرم نے راکا کو چلانے کی کوشش کی لیکن راکا نے اب ہاتھ پاؤں بالکل ہی چھوڑ دیئے تھے۔ چنانچہ خرم اسے گھسیٹتا ہوا ساحلی گوداموں کی طرف لے گیا۔ راستے میں کئی بار اسے رک کر اپنی سانسیں درست کرنا پڑیں۔ اس دوران اس کے کان ممکنہ آہٹوں پر لگے ہوئے تھے۔ وہ کیپٹن راکا کے ساتھ اس حال میں پکڑا جانا نہیں

چاہتا تھا۔

بالآخر وہ گوداموں کی حدود سے نکل کر ایک پگڈنڈی تک پہنچ گیا، جو جنگل کی طرف سے آ رہی تھی۔ اس کے دوسرے سرے پر خرم کو بانسوں کا بنا ایک پل نظر آیا۔ پل کے دونوں طرف جھیل کا چمکتا پانی نظر آ رہا تھا۔ آوازوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ پل کے پار مارکیٹ کے علاقے میں بڑی گہما گہمی ہے۔

خرم نے فیصلہ کیا کہ چلانے کی اداکاری کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ اس نے کیپٹن کو اٹھا کر اپنے کندھوں پر ڈال لیا۔ ایک گھنے درخت کے نیچے پہنچ کر وہ رکا اور اس نے کیپٹن کو نیچے اتار دیا۔ چند لمحے اس نے آرام کیا اور اپنی ٹائی ڈھیلی کر دی۔ اسے احساس ہوا کہ اس کے کپڑے بالکل مسک گئے ہیں۔ پھر اسے ایک اور احساس ہوا۔

راکا اب خراٹے نہیں لے رہا تھا۔ بلکہ وہ تو اب سانس بھی نہیں لے رہا تھا۔

اس نے جھک کر راکا کے سینے پر کان لگایا۔ وہاں دھڑکن نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ اس نے اس کی کلائی تھام کر دیکھی۔ نبض بھی ندارد تھی۔ ہاتھ یخ ہو رہے تھے۔ خرم نے ٹٹول کر اپنی جیب سے لائٹر نکالا اور اسے جلا کر راکا کے چہرے کے قریب لے گیا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی لیکن بے نور تھیں۔ منہ سے نکل کر بہنے والا جھاگ اس کے جبڑے پر سوکھ کر جم گئے تھے۔

کیپٹن راکا مر چکا تھا!

خرم نے تیزی سے اس کی جیبیں ٹٹولیں۔ کوٹ کی جیب میں بٹوا تھا۔ پینٹ کی جیب میں چند چھوٹے نوٹ تھے۔ اس کے علاوہ ایک رومال، امریکی سگریٹ کا ایک پیکٹ اور ایک سستا سا جاپانی لائٹر تھا۔ خرم نے بٹوا کھول کر اس کا جائزہ لیا۔ اس میں پولیس کا شناختی کارڈ، ایک عورت اور ایک بچے کی تصویر اور پانچ سو روپے کے نوٹوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔

خرم نے بٹوے کو رومال سے صاف کیا اور اسے احتیاط سے دوبارہ کوٹ کی جیب میں رکھ دیا۔ کچھ سوچ کر اس نے اس کا لائٹر اور سگریٹ کا کھلا ہوا پیکٹ اپنی جیب

میں ڈال لیا۔

پھر اس نے راکا کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اسے اٹھایا اور اسے گھسیٹ کر درخت کے پیچھے لے گیا۔ ٹوپی گر گئی تھی۔ اس نے اسے اٹھا کر جھاڑا اور بڑی احتیاط سے پھر راکا کے سر پر رکھ دیا۔ پھر وہ پلٹا اور واپس چل دیا۔

گوداموں کے درمیان پہنچ کر وہ رکا اور اس نے سگریٹ سلگائی۔ ایک مردہ انسان کی سگریٹ، مردہ انسان کے لائٹر سے! اس کے ہاتھ لرز رہے تھے، جسم پسینہ اگل رہا تھا اور لگتا تھا، اسے بخار چڑھنے والا ہے۔ اس نے ایک دیوار سے ٹیک لگا کر کئی گہرے گہرے کش لئے۔ اس دوران وہ سوچنے کی کوشش کرتا رہا۔

سوچو خرم...... سوچو...... وہ خود سے کہہ رہا تھا۔ ایک انسان مر گیا ہے۔ اور وہ تمہاری بانہوں میں مرا ہے۔ راکا مر گیا لیکن شمپین کی آدھی بوتل پی کر کوئی نہیں مرتا۔ کوئی نہیں مر سکتا۔ اس منحوس روبن کی حرکت ہے۔ اس نے قیمت ادا کر دی لیکن اس کی جیب سے کوئی بڑی رقم نہیں نکلی اور معاملہ صرف تمہارا نہیں، روبن نے اس سے کوئی اور کام بھی لیا ہوگا اور وہ کوئی ایسا کام تھا، جس نے راکا کو اپنی قیمت بڑھانے کا خیال سجھا دیا تھا۔ روبن تیل کے چکر میں ہے اور تیل کا چکر بڑا خراب چکر ہے۔ اس کے لیے سرکاری محکموں میں دوستوں کا ہونا از حد ضروری ہے۔

پولیس والوں کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔ لیکن تیسری دنیا کے ملکوں میں ان کے پاس طاقت بہت ہوتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کون سا کام کیسے نکالا جا سکتا ہے۔ اسی لئے کیپٹن نے اپنی قیمت بڑھا دی تھی اور روبن نے اسے ٹھکانے لگا دیا۔ اس کی شراب میں زہر ملا دیا۔ ہو سکتا ہے، ریوالور کی نال کے زور پر اسے زہریلی شراب پلائی ہو۔ کیونکہ زہر سے بے ہوش ہو کر مرنا ریوالور کی گولی سے مرنے سے زیادہ آسان ہوتا ہے اور لاش روبن نے ایک بے وقوف پاکستانی پر لاد دی تھی تاکہ کوئی مسئلہ کھڑا ہو تو اس کی گردن پھنسے۔ وہ تو یہاں سے نکالا ہی اپنے تشدد کی بنیاد پر جا رہا تھا۔ چالاک روبن۔ خرم کو نیلم کے الفاظ یاد آئے۔ تم خود کو جتنا سمجھتے ہو، اس سے زیادہ بے وقوف ہو۔

سگریٹ جل چکی تھی۔ اب فلٹر سلگ رہا تھا۔ اس نے سگریٹ زمین پر پھینک کر جوتے سے مسل دی۔ اس کے سامنے دو راستے تھے۔ ایک یہ کہ یہیں، اسی وقت روبن کی گرفت سے آزاد ہوجائے اور اگلے روز دو بجے کی فلائٹ پکڑ کر سنگاپور چلا جائے لیکن اس میں ڈر یہ تھا کہ اس سے پہلے ہی پولیس اسے پکڑ لے گی اور پھر وہ ہمیشہ جیل میں سڑتا رہے گا۔

دوسرا راستہ اس کے لیے واحد راستہ۔ وہ لبوں پر مسکراہٹ سجا کر واپس جائے اور روبن سے کہے وہ راکا کو ٹیکسی میں ٹھونس آیا ہے اور راکا اس وقت بھی خراٹے لے رہا تھا۔ روبن یقین بھی کر لے گا۔ کیونکہ وہ اس بات پر یقین کرنے کا خواہاں ہوگا اور پھر؟ پھر وہ ......خرم نواز اپنا کام انجام دے گا، جس کے لیے روبن نے اس کی خدمات حاصل کی ہیں اور وہ مواقع کی تلاش میں رہے گا۔ کبھی نہ کبھی روبن اس کی زد پر آئے گا اس وقت وہ رحم کے لیے چلاتا رہے گا......گڑگڑائے گا۔ مگر اماں نہیں ملے گی۔ اس وقت وہ اس سے دولت ہی نہیں، نیلم کو بھی چھین لے گا۔ پھر وہ روبن کو راکا کی یاد دلائے گا اور راکا کی نشانی وہ سستا سا لائٹر اسے سونپ دے گا۔

وہ جہاز پر پہنچا تو روبن عرشے پر ٹہل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ پشت پر تھے اور سرخ نسوانی ہونٹوں میں سگار دبا ہوا تھا۔

خرم اس کے ساتھ قدم ملا کر چلنے لگا۔ روبن نے اسے دیکھا اور تیز لہجے میں کہا ''تم میری توقع سے جلدی آگئے۔ کوئی دشواری تو نہیں ہوئی؟''

''ذرا بھی نہیں۔'' خرم نے بے پروائی سے کہا ''میں نے اسے ایک رکشہ میں بٹھا کر رکشہ والے کو کرایہ دیا اور ہدایت کی کہ وہ اس کا نشہ اترنے تک اسے گھماتا رہے اور اس کے بعد پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچا دے۔''

روبن بلند آواز میں ہنسنے لگا۔ ''بہت خوب نواز۔ شاندار! جب تک اس کا نشہ اترے گا، ہم یہاں سے دور جاچکے ہوں گے۔''

''میرا خیال ہے، بہت ہی دور جاچکے ہوں گے ہم تب تک۔'' خرم نے کہا لیکن اسکا طنز روبن کے سر پر سے گزر گیا۔

❁ ❁ ❁

آسمان چمکدار نیلا تھا اور سمندر شفاف آئینہ۔ جاوا جنوب کی سمت کافی پیچھے رہ گیا تھا۔ ڈیک پر کینوس کا ایک سائبان تان دیا گیا تھا۔

خرم اور نیلم نے پہلے دن کا بیشتر حصہ سائبان تلے گزارا۔

گزشتہ رات کی یکجائی کے بعد اسے انہیں تنہائی میں ملنے کا کوئی موقع نہیں ملا تھا۔ وہ سوئمنگ پول میں ساتھ پیراکی کرتے تو روبن کی سرد نگاہیں انہیں اپنا تعاقب کرتی محسوس ہوتیں۔ ساتھ ہوتے تو روبن تمام وقت بولتا رہتا۔ ہر موقع کے لیے اس کے پاس ایک قصہ موجود تھا۔ خرم تو اس کے قصے سن سن کر تنگ آچکا تھا۔ لیکن اس نے خود پر قابو پانا سیکھ لیا تھا۔ اسے روبن کو خوش اور شکوک وشبہات سے دور رکھنا تھا۔ اسے نیلم کی ضرورت تھی۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کے لیے اسے وقت اور تنہائی کا انتظار کرنا ہوگا۔

اس اثنا میں اس نے اطالوی افسروں سے تعلقات قائم کرنا شروع کر دیئے تھے۔ ان میں نوجوان آرٹورو تھا۔ ایلی گینو تھا، گھوڑے جیسے چہرہ والا فلورن ٹینو تھا، جو جہاز کے انجن چلاتا تھا۔ وائرلیس آفیسر گائیڈو تھا، جس کا تعلق میپلز سے تھا۔

اس شام جانزون نے اس سے اپنے سابقہ رویے پر معافی مانگی اور اسے اپنے کیبن میں لے گیا۔ اس نے وسکی سے اس کی تواضع کی اور باہمی اتحاد کی باتیں کرتا رہا۔ ''میں شپ کا کیپٹن ہوں۔ مجھے عام افسروں کے مقابلے میں پورٹ پر اپنے کاموں کو نمٹانے کے لیے نصف وقت ملتا ہے۔ جبکہ تم آزاد آدمی ہو۔ رابطے کر سکتے ہو۔ میری طرف سے۔ ہم مل کر زبردست بزنس کر سکتے ہیں۔''

خرم نے وعدہ کیا کہ وہ اس پر غور کرے گا۔ پھر وہ کیبن سے نکلا اور سائبان کی طرف چل دیا، جہاں روبن اور نیلم موجود تھے۔

نیلم کو وہاں تنہا موجود پا کر اسے حیرت ہوئی۔ وہ میگزین کی ورق گردانی کر

رہی تھی۔ اس کی آنکھیں سن گلاسز کے پیچھے چھپی ہوئی تھیں۔ خرم اس کے برابر ہی بیٹھ گیا۔ ''روبن کہاں ہے؟'' اس نے پوچھا۔

نیلم نے سر اٹھائے بغیر کہا ''اپنے کیبن میں۔ یہ گرمی اس کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ کہہ گیا ہے کہ ڈنر تک آرام کرے گا۔''

''گڈ۔ تو ہم بات کر سکتے ہیں۔''

مختصر سی۔ کیونکہ میں بھی نیچے جا رہی ہوں۔''

''بات سنو گڑیا۔'' خرم کے لہجے میں برہمی آ گئی۔ ''یہ باتیں ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ مجھے ہر مکالمہ زبانی یاد ہے لیکن یہ نیا ایکٹ، نیا سین اور نئی پیچیدگیاں ہیں اور تم پسند کرو یا نہ کرو، تم ملوث ہو اس کھیل میں۔''

''خرم، میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔ میں ملوث نہیں ہونا چاہتی۔ وجہ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں۔''

''سویٹ ہارٹ! اب بات قتل تک پہنچ گئی ہے۔'' خرم نے نرم لہجے میں کہا۔

کوئی خاص ردعمل ظاہر نہیں ہوا۔ نیلم نے کہا ''مجھے کیا؟''

''سنو نیلم! گزشتہ رات......''

''جو ہوا اسے بھول جاؤ۔ وہ بس ایک کمزور لمحہ تھا۔''

''تم نے کہا کہ میں بے وقوف ہوں اور......''

''اور اب یہ بات تمہیں خود بھی معلوم ہو گئی۔'' نیلم نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا ''نو پلیز! اب مجھے اپنی حماقتوں میں شامل نہ کرو۔ اب بولو، تم جا رہے ہو یہاں سے یا میں چلی جاؤں؟''

''میں چلا جاتا ہوں۔'' یہ کہہ کر خرم اٹھا اور چند لمحے نیلم کو دیکھتا رہا پھر وہ بولا تو اس کے لہجے میں سختی اور مایوسی تھی۔ ''تم نے سخت زندگی گزاری ہے نیلم اور جو کچھ تم نے پایا ہے، اسے گنوانے سے ڈرتی ہو لیکن سختی ابھی اور بڑھے گی اور روبن تمہاری کوئی مدد نہیں کرے گا۔ جب وہ وقت آئے گا تو تمہیں میری باتیں یاد آئیں گی۔ میں تمہاری مدد

کرنا چاہتا ہوں مگر اسی وقت کر سکتا ہوں، جب تم بھی میری مدد کرو۔''

نیلم نے سن گلاسز اتار دیے۔ اس کی آنکھوں میں پریشانی اور خوف ہویدا تھا۔ وہ اسے ایک طویل لمحے تک دیکھتی رہی پھر نفی میں سر ہلانے لگی۔ ''خرم، تمہاری مدد کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ میری مدد بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ ہم دونوں بری طرح پھنس چکے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مجھے یہ بات معلوم ہے، تمہیں معلوم نہیں ہے۔ اب خدا کے لیے میرا پیچھا چھوڑ دو۔''

خرم بڑبڑاتا ہوا پلٹا اور واپس چل دیا۔ میگزین نیلم کے ہاتھ سے پھسل گیا تھا۔ وہ بہت خوف زدہ لگ رہی تھی۔

⊛ ⊛ ⊛

وائرلیس آپریٹر گائیڈو اپنی کرسی پر پھیل کر بیٹھا سنگاپور ریڈیو کے انگلش بلیٹن کا منتظر تھا۔ خرم نے اس کے کیبن میں جھانکا تو اس نے سر اٹھا کر خرم کو دیکھا۔ اس کے لبوں پر خیر مقدمی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ ''آؤ دوست، اندر آ جاؤ۔''

گائیڈو نے سوئچ آن کیا۔ اسپیکر پر نیوز ریڈر کی آواز ابھری۔ ''ہمارے نمائندے نے جکارتہ سے اطلاع دی ہے کہ انڈونیشی پولیس ایک آئل کمپنی کے سابق ملازم خرم نواز کو تلاش کر رہی ہے تاکہ اس سے جکارتہ پولیس کے ایک سینئر انسپکٹر راکا کے قتل کے سلسلے میں پوچھ گچھ کی جا سکے۔ خرم نواز، جس کے پاکن بارو کے علاقے میں ایک کارکن پر تشدد کے الزام میں ملک سے نکالے جانے کے احکامات جاری ہو چکے ہیں، گزشتہ رات سے غائب ہے۔ پولیس ائرپورٹ اور بندرگاہوں کی کڑی نگرانی کر رہی ہے تاکہ خرم فرار ہونے کی کوشش کرے تو......''

''یہ تو تم ہو۔'' گائیڈ نے خرم کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں، یہ میں ہوں گائیڈو۔''

''پولیس والے کو مارا۔ بڑی بات ہے بھئی۔'' گائیڈو کی آنکھوں میں ستائش چمک رہی تھی۔ ''نے پلو کے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔'' ''ہوا کیا تھا جناب؟ اس نے آپ

کی محبوبہ چرالی تھی یا......"

"میں نے اسے قتل نہیں کیا گائیڈو۔" خرم نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا "کیا میں تم پر اعتبار کر سکتا ہوں کہ تم کم از کم دو دن تک اس خبر کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گے؟"

"ارے دوست، بے فکر ہو۔ تم مجھ پر اعتبار کر سکتے ہو۔"

"شکریہ۔ لیکن گائیڈو، میں نے اسے قتل نہیں کیا۔" خرم اٹھا، اس نے ایک ہاتھ کا گھونسا دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارا۔ اب وہ بری طرح پھنس چکا تھا۔ اب اس کھیل سے نکلنا ممکن نہیں تھا واپسی کا ہر راستہ بند ہو چکا تھا۔

❁ ❁ ❁

تیسری صبح روبن نے خرم کو اپنے اسٹیٹ روم میں طلب کیا۔ کیپٹن جانزون اور نیلم بھی وہاں موجود تھے۔ روبن ایک نقشے پر جھکا ہوا تھا۔

وہ کیبن میں داخل ہوا تو انہوں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ روبن نے بڑی گرم جوشی سے اسے خوش آمدید کہتے ہوئے نقشے کی طرف اشارہ کیا۔

"آج بڑا زبردست دن ہے خرم۔ یہاں آؤ اور دیکھو۔" روبن کی موٹی انگلی سفر کے آخری مرحلے کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ اس کی آواز احساس فتح مندی سے سرشار تھی۔ "اس وقت ہم یہاں ہیں اور یہ آگے جو یہ لمبا سا جزیرہ ہے، یہ سلازار ہے۔ کیپٹن جانزون کا کہنا ہے کہ آج دوپہر کے بعد ہم جنوبی سرے سے نکل چکے ہوں گے۔ وہاں سے......" اس کی انگلی شمال کی سمت متحرک ہوگئی۔ اس نے ایک مقام پر پنسل سے دائرہ بنایا۔ خرم اس مقام کا نام پڑھنے کے لیے آنکھوں پر زور ڈال رہا تھا مگر روبن نے خود ہی اسے بتایا۔ "ہم اپنی منزل پر پہنچنے ہی والے ہیں۔ جزیرہ کارنگ شارو تیکنیکی اعتبار سے یہ انڈونیشی علاقہ ہے۔ لیکن عملاً یہاں ایک سلطان کی حکومت ہے، جس کے آباؤاجداد صدیوں سے اس جزیرے پر حکمرانی کرتے چلے آرہے ہیں۔ کارنگ شارو اور ارد گرد کے جزائر میں سلطان کی مطلق العنانی ہے......، اس کا حکم چلتا ہے۔"

"تو وہ سروے یہاں کیا گیا تھا؟" خرم نے کہا "تمہیں یہ کیسے پتا چلا کہ یہاں تیل نکلنے کے امکان موجود ہے؟"

روبن نے ہچکچائے بغیر جواب دیا۔ "اس کے لیے میں کیپٹن جانزون کا احسان مند ہوں۔ جانزون نے میری توجہ اس طرف دلائی تھی۔ میں نے سلطان سے رابطہ کر کے سروے کی اجازت لی اور بعد میں بہت معقول شرائط پر تیل نکالنے کا اجازت نامہ حاصل کیا......انڈونیشی حکومت سے۔"

"یہ وہ حصہ ہے، جس میں مجھے دلچسپی ہے۔" خرم نے کہا "وہ اجازت نامہ کیسے حاصل کیا تم نے؟ میں آئل مین ہوں اور جانتا ہوں کہ بہت بڑے اداروں تک کو اجازت نامہ بڑی مشکل سے ملتا ہے۔"

روبن مسکرایا اور اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ "یہ اثر رسوخ کی بات ہے نواز۔ میری رسائی درباروں تک بھی ہے اور پارلیمان تک بھی۔"

"چھوڑو۔ میرا سوال ہی احمقانہ تھا۔" خرم نے نرم لہجے میں کہا "یہ بتاؤ، اس جزیرے کی بندرگاہ کیسی ہے؟"

روبن اب اسے شک آمیز نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"میں اب مستقبل کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔" خرم نے بات آگے بڑھائی۔ "بہت سے معاملات ہیں۔ تیل نکالنا ایک بات ہے اور اسے مارکیٹ تک پہنچانا دوسری بات۔ ایسے میں ذرائع نقل و حمل کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ تمہارا پروجیکٹ بہت بڑا ہے۔ جبکہ وہ جزیرہ اتنی دور اور دنیا سے کٹا ہوا ہے۔"

"روبن نے تیز لہجے میں کہا "اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہ تمہیں ہے اور نہ مجھے۔ ہمیں تو صرف کنواں کھودنا ہے۔"

"یعنی اس کے بعد تم اپنی اس نوزائیدہ کمپنی کو فروخت کر دو گے؟"

"تم بہت تیز ہو۔" روبن نے نرم لہجے میں کہا "بہت چالاک ہو تم۔ جانزون، میرا خیال ہے، ہم نے ہر اعتبار سے موزوں ترین آدمی کا انتخاب کیا ہے۔"

جانزون نے خرم کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا ”میں نے تو ایک نظر دیکھتے ہی تمہیں بتادیا تھا روبن یہ اچھا آدمی ہے۔ ذہین بھی ہے اور دور تک دیکھنے کی اہلیت بھی رکھتا ہے۔

”میں اپنے کام کے بارے میں پوری طرح باخبر رہنا چاہتا ہوں۔“ خرم نے کہا۔ ”تمہارے پاس کوئی خریدار بھی ہے۔ نہ ہوتا تو تم اتنی زحمت کبھی نہ اٹھاتے۔“

روبن کی مسکراہٹ معدوم ہوگئی تھی۔ ہونٹ بھنچ گئے تھے۔ آنکھیں دھندلا سی گئی تھی۔ وہ بولا تو اس کے لہجے میں بھی برہمی تھی۔ ”یہ میرا دردسر ہے خرم۔ تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔“

”نہیں روبن۔ میرا واسطہ بھی ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں۔“

خرم کا یہ جملہ دھماکا خیز تھا۔ جانزون کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ نیلم کی آنکھیں استعجاب سے پھیل گئیں۔ روبن اور خرم ایک دوسرے کے سامنے تن گئے تھے۔ بالآخر روبن نے کہا ”تم ایک ڈرلر ہو نواز“ وہ نپے تلے لفظوں میں بات کر رہا تھا۔ ”تمہیں زمین کا سینہ چیرنے کا معاوضہ مل رہا ہے۔ یہ کمپنی شیئر ہولڈرز اور ڈائریکٹرز کی ہے۔ اس سے تمہیں اختلاف ہے تو وہ میں ضرور سننا چاہوں گا۔“

”معقول بات ہے۔ سن لو۔ تم نے ڈرلر کی حیثیت سے میری خدمات حاصل کیں۔ معاوضہ طے ہوگیا۔ ایسے میں مجھے کچھ پوچھنے کا حق حاصل نہیں لیکن تم نے مجھے پوری بات بتائے بغیر ایک چکر میں پھنسا دیا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ایک نئے کانٹریکٹ کی ضرورت ہے۔“

”میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا!“

”یہیں سمجھاؤں یا تنہائی میں سمجھنا چاہتے ہو؟“

”یہیں اور اسی وقت۔“

”تو ٹھیک ہے۔ جکارتہ سے جس شخص نے تمہیں اجازت نامہ دلایا، وہ کیپٹن راکا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس نے تمہیں کس قسم کی دستاویزات فراہم کیں۔ لیکن میرا

خیال ہے، وہ اس وقت تک ضرور موثر ثابت ہوں گی، جب تک تم تیل نکال کر اپنی کمپنی کسی کو بیچ کر کھسک نہیں لیتے۔ راکا تم سے زیادہ مال کھینچنے کے چکر میں تھا۔ سو تم نے اسے زہر دے دیا۔ اسے چھوڑنے میں گیا اور اس کا دم میرے بازوؤں میں نکلا۔ میں اسے گودی سے کوئی ایک میل دور ایک درخت کے نیچے چھوڑ کر آ گیا۔ بعد میں راکا کے ممکنہ قتل کی حیثیت سے میرا نام سنگاپور ریڈیو سے نشر ہوا۔ یہ بات مجھے پسند نہیں آئی۔ میں گن کے سامنے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے والا آدمی نہیں ہوں۔ میں چاہتا ہوں، تم میرا پرانا معاہدہ پھاڑ دو اور نیا معاہدہ لکھو۔“

روبن کی نگاہیں ایک لمحے کے لیے بھی خرم کے چہرے سے نہیں ہٹی تھی۔ اس نے سرگوشی میں کہا ”نیلم...... تم باہر جاؤ اور اس وقت تک باہر رہو، جب تک میں نہ بلواؤں۔“

وہ تیزی سے باہر چلی گئی۔ خرم نے اس کے لیے دروازہ کھولا اور اس کے جانے کے بعد بند کرلیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو روبن کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

”نواز، موت اس وقت تم سے بہت قریب ہے اور تم اس وقت گن کے سامنے بیٹھے ہو۔ کچھ کہنا ہے تمہیں؟“

ریوالور کی نال اس کے دل کو گھور رہی تھی۔ خرم مسکرایا۔ اس نے ایک سگریٹ سلگائی اور اسے انگوٹھے کے ناخن پر تھپتھپاتا رہا۔ پھر اس نے راکا کا لائٹر سے سگریٹ لگائی۔ کش لے کر دھواں اس نے روبن کے چہرے کی طرف اچھالا۔ ”ریوالور رکھ دو اور کاروباری بات کرو مجھ سے“ اس نے کہا۔ ”غلطی کی ہے تو اعتراف کیوں نہیں کر لیتے۔ ہم نئے سرے سے سب کچھ شروع کر سکتے ہیں۔“

”اور اگر میں نہ مانوں تو؟“

”تو تم میری کھوپڑی تو اڑا سکتے ہو لیکن......“ اس نے نقشے کی طرف اشارہ کیا...... ”نئے ڈرلر کی تلاش تمہارے لئے آسان نہیں ہوگی۔“

جانزون نے جلدی سے کہا ”یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ روبن۔ اس کی ضرورت

ہے ہمیں۔ ورنہ پورا شیڈول تباہ ہو جائے گا اور بات کرنے میں نقصان ہی کیا ہے۔"

کشیدگی کچھ کم ہوگئی۔ روبن نے ریوالور میز پر رکھ دیا اور کرسی پر پھیل کر بیٹھ گیا۔ "ٹھیک ہے کہو۔" اس نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے اس پروجیکٹ کے متعلق مکمل معلومات چاہئیں۔ میں تمام دستاویزات، تمام خط و کتابت اور کیبل پیغامات دیکھوں گا۔ میں اندھیرے میں رہ کر کام نہیں کروں گا۔ پھر مجھے کمپنی میں حصہ بھی ملنا چاہئے۔"

"کتنا؟" روبن کا لہجہ بے تاثر تھا۔

"جانزون کو کتنا دے رہے ہو تم؟"

"بیس فیصد۔"

"میں تیس فیصد لوں گا۔ اس کے باوجود کنٹرول تمہارا ہی رہے گا۔"

"اور کچھ؟"

"ہاں۔ کمپنی کی فروخت کے مذاکرات سے مجھے باخبر رکھا جائے اور مجھے میرا حصہ براہ راست خریدار سے حاصل ہونے والی رقم سے ادا کیا جائے۔"

"اور تم یہ توقع کیسے کرو گے کہ ایسا ہی ہوگا؟"

"سیدھی سی بات ہے۔ اگر تم بعد میں مجھے دھوکا دینے کی کوشش کرو گے تو میں خریدار کو کیپٹن راکا کے متعلق سب کچھ بتا دوں گا۔ اس کے بعد وہ اجازت نامے کے متعلق جکارتہ سے تصدیق کرے گا۔ یوں اسے پتا چل جائے گا کہ تمہارے پاس فروخت کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔" وہ دھوئیں کے بیچ مسکرایا۔ "اور یہ تم کبھی نہیں چاہو گے۔"

روبن کے لبوں پر بے حد زہریلی مسکراہٹ ابھری۔ "تم نے پتے بہت اچھے کھیلے نواز لیکن تم ایک بات بھول گئے۔ تم قتل کے الزام میں مطلوب ہو پولیس کو۔"

"وہ تو تم بھی ہو۔ بس ثابت کرنے میں ذرا زیادہ وقت لگے گا۔"

"تم حد سے گزر رہے ہو۔" جانزون نے اٹھتے ہوئے کہا۔

روبن کے سرد لہجے نے اسے بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔ "خرم نواز بہت اچھا کاروباری ثابت ہو رہا ہے۔ یہ جانتا ہے کہ جتنا چاہئے ہو، اس سے زیادہ طلب کرنا چاہئے۔ ٹھیک ہے نواز، بیس فیصد کافی ہے۔"

"پچیس فی صد کہو تو میں بھول سکتا ہوں کہ تم نے میری ساکھ کو کتنا نقصان پہنچایا ہے۔"

"نہیں۔" جانزون نے میز پر گھونسا مارتے ہوئے کہا۔

"ڈن" روبن نے خرم سے کہا۔ پھر وہ جانزون کی طرف مڑا۔ "اسے حصہ میرے شیئرز میں ملے گا، تمہارے شیئرز میں سے نہیں۔"

"اور معلومات اور دستاویزات؟" خرم نے یاد دلایا۔

روبن نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ "جب چاہو دیکھ لینا۔"

"اور یہ معاہدہ تحریری ہوگا؟"

"ہاں کارنگ شارو پہنچنے سے پہلے ہی ہو جائے گا اور کچھ؟"

"بس اتنا کافی ہے۔"

"گڈ۔ اب وہ بات ہو جائے، جس کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔ جزیرے پر پہنچنے کے بعد کا لائحہ عمل طے کرنا ہے ہمیں۔"

"روبن درپیش مہم کی تفصیلات بیان کرتا رہا۔ خرم کی پوری توجہ اس کی طرف نہیں تھی۔ اسکے ذہن میں ایک سوال رہ رہ کر ڈنک مار رہا تھا۔ روبن نے ایک ایسے شخص کا اتنا بڑا مطالبہ اتنی آسانی سے کیوں مان لیا، جسے وہ بہ آسانی تباہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے؟ اور اس سوال کا جواب تو جانزون کے پاس بھی نہیں تھا۔ ورنہ وہ اتنا برہم کیوں ہوتا۔

جانزون منہ پھلائے بیٹھا تھا۔ پوری میٹنگ کے دوران اس نے ایک بار بھی خرم سے بات نہیں کی۔

"سب سے پہلے انڈونیشی حکومت کے اجازت نامے کی بات ہو جائے۔ خرم

نے ٹھیک سمجھا کہ وہ ایک غیر معتبر دستاویز ہے'' روبن کہہ رہا تھا'' وہ کیپٹن راکا نے ایک
سنیئر افسر کو بلیک میل کر کے حاصل کیا تھا۔ بہرحال وہ دستاویز جعلی نہیں لیکن میرا خیال
ہے، متعلقہ وزارت کو اس کے وجود کا علم بھی نہیں ہوگا اور جس نے وہ اجازت نامہ جاری
کیا ہے، فی الوقت وہ اسے بھول جانے ہی میں اپنی عافیت سمجھے گا۔ جب اس سے
جواب طلبی ہوگی، تبھی وہ حرکت میں آئے گا۔ اس وقت تک ہم کنواں کھود کر قانونی طور پر
اپنی کمپنی فروخت کر کے نفع جیب میں رکھ چکے ہوں گے۔ ہمارا پہلا مسئلہ کارنگ شارو کا
سلطان ہے۔ میں بتا چکا ہوں کہ وہ وہاں مطلق العنان حاکم ہے۔ جکارتہ والے بھی غیر
ضروری طور پر اس سے الجھنا نہیں چاہیں گے۔

''اہم بات یہ ہے کہ وہ دور قدیم کے بادشاہوں جیسا ہے۔ اس کے ساتھ
بڑا پرتکلف رویہ رکھنا ہوگا۔ ہم ان اجنبیوں کی حیثیت سے اس تک پہنچیں گے جو اسے
یعنی دانائے عالم کو خراج تحسین پیش کرنے آئے ہیں۔ دانائے عالم اس کا لقب ہے۔
ہم اپنے جہاز پر اس کا استقبال کریں گے اور ہمارا جوابی استقبال اس کے محل میں ہوگا۔
تحائف پیش کرنے کے بعد امید ہے کہ ہمیں اس کی طرف سے شاہی مہر لگا اجازت
نامہ عطا ہوگا۔ اس کے بعد قسمت ہمارے ساتھ رہی تو ہم فوری طور پر کام شروع کر
سکیں گے۔''

''اور یہ خرافات تمہارے خیال میں کتنے دن جاری رہے گی؟''

''ایک یا دو دن۔ اس سے زیادہ نہیں۔ پھر تم سامان اتروانا شروع کر دینا۔
میں تمہیں دستاویزات کے ساتھ سپلائیز اور آلات کی ایک فہرست بھی دوں گا چیک کر لینا
کہ کچھ اور تو نہیں چاہیے۔''

''مجھے یقین ہے کہ ضرورت کی ہر چیز موجود ہوگی۔'' خرم نے ستائشی لہجے میں
کہا'' بس پھر ہمیں کام کرنا ہوگا۔ یہ بتاؤ کہ خریدار کب نمودار ہوگا اور کہاں سے؟''

''خریدار اسکاٹ موری سن۔ جانتے ہو اسے؟''

''خرم سیٹی بجا کر رہ گیا۔ اسکاٹ موری سن تیل کے آزاد کاروباری لوگوں میں

ایک بہت بڑا نام تھا۔ وہ تیل کی تلاش کرنے والی چھوٹی کمپنیوں پر بھاری سرمایہ کاری
کر کے بہت کثیر منافع کمانے کے معاملے میں لاثانی تھا۔ اس کے پاس وسائل کی
بہتات تھی اور منافع کی خوشبو اسے دور سے ہی آجاتی تھی۔

خرم یوں منہ چلانے لگا جیسے منہ میں کوئی مزے دار ٹافی آگئی ہو۔

''کوئی بات مضحکہ خیز لگی ہے تمہیں؟'' روبن نے چڑ کر پوچھا۔

''ہاں۔ میں سوچ رہا تھا، موری سن خود بھی ایک لٹیرا ہے۔ ہے نا؟ اور تم اسے
لوٹ رہے ہو۔ مجھے اس معرکے کے نتیجے میں دلچسپی ہے۔''

''اب جمع کا صیغہ استعمال کرو۔ ہم اسے لوٹنے والے ہیں۔'' روبن نے خشک
لہجے میں کہا'' اب ہم پارٹنر ہیں۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھا کرو۔''

''موری سن اس وقت کہاں ہے؟ وہ کب سامنے آئے گا؟''

''وہ اس وقت سفر میں ہے۔ تل ہیٹی، بوگین دل، نومیا، سڈنی اور پھر وہ نیوگنی
جائے گا۔ وہ اپنے بحری جہاز میں سفر کر رہا ہے۔ اس کی کارنگ شرو آمد چھ ہفتے میں متوقع
ہے۔ اس سے پہلے ضرورت پڑ گئی تو ہم اسے ریڈیو پر پیغام بھجوا دیں گے۔ وہ مصر ہے
کہ ذاتی طور پر معائنہ کئے بغیر خریداری کا معاہدہ نہیں کرے گا۔ یعنی ہمارے پاس اسے
دکھانے کے لیے کچھ ہونا چاہئے۔''

''آدمی عقل مند ہے۔'' خرم ہنس دیا'' اس کی جگہ میں ہوتا تو میں بھی یہی
کرتا۔ ایک بات بتاؤ، اسے تمہارے جکارتہ منسٹری والے کاغذات پر شک نہیں ہوگا۔''

''تیل کی بو اسے دیوانہ کر دیتی ہے۔ اور پھر ہم کھلے عام کام کر رہے ہیں۔ یہ
ہماری مضبوطی ہوگی۔ کاش میں اس وقت اس کا چہرہ دیکھ سکوں، جب انڈونیشی حکومت
اسے جزیرے سے نکل جانے کا حکم دے گی۔''

''لگتا ہے تم اسے ناپسند کرتے ہو؟''

''میں اس کے ساتھ بزنس کر چکا ہوں۔'' روبن نے اداس لہجے میں کہا۔'' دس
سال پہلے اس اس نے مجھے اپنے دفتر سے دھکے دے کر نکالا تھا۔ وہ حساب برابر کرنے

کے لیے میں نے طویل انتظار کیا ہے۔ اب شاید ہم وہ حساب برابر کردیں لیکن اس کا
انحصار تم پر ہے نواز۔"

"مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی۔ میں بہتر محسوس کرنے لگا ہوں۔"

روبن نے اسے سرد نگاہوں سے دیکھا اور میز پر رکھا ہوا ریوالور اٹھالیا اور
اسے انگلیوں میں نچانے لگا۔ "تم نے اپنے پتے بہت اچھی طرح کھیلے خرم۔" اس نے
سرسری انداز میں کہا "میں اس بات پر تم سے چڑ نہیں رہا ہوں لیکن زیادہ اونچا اڑنے کی
کوشش نہ کرنا۔ یہ خطرناک بھی ہوسکتا ہے۔"

"میں منکسر المزاج آدمی ہوں روبن۔ ایک بازی جیت کر مطمئن ہوں اور
اس وقت تک مطمئن رہوں گا، جب تک میری جیت میری ہے۔" خرم نے کہا۔ یہ
کہتے ہوئے وہ دل میں سوچ رہا تھا۔ تمہیں معلوم ہی نہیں روبن کہ میں نے کتنا بڑا داؤ
لگایا ہے۔

خرم اگلے دو گھنٹوں کے دوران اپنے کیبن میں دستاویزات کا معائنہ کرتا رہا۔
دستاویزات اور خط وکتابت کا بہت بڑا ڈھیر روبن نے اسٹیٹ روم سے نکلنے سے پہلے
اس کی گود میں ڈال دیا تھا۔

کاغذات میں سب سے دلچسپ بات اسے یہ لگی کہ روبن کے دستخط کہیں نہیں
تھے۔ خط وکتابت پر سنگاپور کی کمپنی ساؤتھ ایسٹ ایشیا منرل ریسرچ لمیٹڈ کے مینجنگ
ڈائریکٹر جاؤ ڈا سلوا کے دستخط تھے۔ کچھ سوچ کر روبن نے کاغذات میں اس کمپنی کا
میمورنڈم بھی شامل کردیا تھا، جس سے پتا چلتا تھا کہ یہ کمپنی ایک سال پہلے سنگاپور میں
قائم کی گئی ہے۔ اس کمپنی کے تین حصے دار تھے۔ جان مارٹم، ولیم جانزون، اور جاؤ ڈا
سلوا۔ کمپنی کا سرمایہ پچاس ہزار پاؤنڈ اسٹرلنگ تھا۔

اگلی دستاویز سے روبن کی خود اعتمادی کا اندازہ ہوتا تھا۔ یہ پتا بھی چلتا تھا۔
کہ وہ اس معاملے کو جلد از جلد نمٹانے کے لیے کتنا بے تاب ہے۔ وہ ساؤتھ ایشیا منرل
ریسرچ اور اسکاٹ موری سن انٹرپرائز کے درمیان فروخت کا معاہدہ تھا۔ معاہدہ کی تمام

کاپیوں پر رقم کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی۔ دستخط کی جگہ بھی خالی چھوڑ دی گئی تھی۔
اور دستخط روبن کو نہیں جانزون کو کرنے تھے۔ اس معاہدے کی آخری شق سب سے زیادہ
اہم تھی۔ وہ یہ تھی کہ کیبل کے ذریعے یہ اطلاع ملتے ہی کہ خرید کنندہ کا چیک ڈیپازٹ
ہوگیا ہے اور رقم فروشندہ کے اکاؤنٹ میں جمع ہوگئی ہے، معاہدہ موثر ہوجائے گا۔

یعنی سودے کی رقم کا تعین ہوتے ہی پورا معاملہ وہیں نمٹ جاتا۔ نیویارک
سے ریڈیو پیغام کے ذریعے ادائیگی کی تصدیق ہوجاتی۔

اور معاملہ نمٹتے ہی روبن پناما، کا لنگر اٹھواتا اور لاکھوں ڈالر کمانے کے بعد امیر تر
ہوکر سمندر کی طرف نکل لیتا۔ موری سن اور اس کے وکیل اجنبی سرزمین پر برسوں ایک
لاحاصل کیس لڑنے کے لیے رہ جاتے اور کوئی الزام آتا بھی تو جانزون پر، روبن کے ہاتھ
صاف ہوتے۔

آخری دستاویز انڈونیشی حکومت کا اجازت نامہ تھا۔ وہ پندرہ صفحات پر مشتمل
دستاویز تھی، جو ملاوی زبان میں تھی۔ ساتھ میں مستند انگریزی ترجمہ بھی تھا۔

دستاویز کے اصلی ہونے میں شک وشبے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ مسئلہ نفس
مضمون کا تھا اور دستاویز کے آخر میں ثبت دستخط کا نفس مضمون میں ابہام بہت تھا دوسری
بات یہ کہ کوئی بھی ایسا افسر، جس کی فائلوں تک رسائی ہو، بہ آسانی ایسی دستاویز تیار
کرکے تمام ضروری سرکاری مہریں لگا سکتا ہے لیکن اگر اس کے پاس اتھارٹی ہی نہ ہوتو
وہ مہریں اور دستخط بے کار تھے۔ ان کی اہمیت صرف دستخط کرنے والے کے تئیں ہی کچھ
ہوسکتی تھی اور وہ دستاویز جس شخص کے ہاتھ پہنچ جاتی، وہ کاغذ کے ایک بے کار پرزے پر
آئل کمپنی تعمیر کررہا ہوتا۔

خرم، روبن کی چالاکی اور عیاری کو سراہے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ واقعی لٹیرا تھا۔
جرات مند اور نڈر...... اپنے جیسے دوسرے لوگوں کی طرح اس کے لیے پرتشدد انجام کی
توقع کی جاسکتی تھی...... یعنی پشت میں گولی کی۔

تیل کا کنواں سامنے آنے تک خرم محفوظ تھا۔ اس لیے کہ اس کا ضرورت

موجود تھی۔ اس کے بعد؟ اس کے بعد نہ صرف اس کا وجود غیر ضروری ہوگا بلکہ روبن کے لئے ایک چلتا پھرتا خطرہ اور منافع میں بلاوجہ کا حصے دار ہوگا اور وہ ایک جزیرے پر یکہ وتنہا ہوگا...... بے یارو مددگار۔ باہر کی دنیا سے اس کا واحد رابطہ روبن کا جہاز پناما ہوگا۔ اس کے جینے مرنے کی کسی کو پروا نہیں ہوگی۔

ابھی وہ اس تلخ حقیقت کو حلق سے اتار ہی رہا تھا کہ کیبن کا دروازہ کھلا اور نیلم اندر داخل ہوئی۔ اس نے آہستگی سے دروازہ بند کیا اور لاک بھی کر دیا۔ پھر وہ اس کے بستر کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ اس کا رنگ فق ہو رہا تھا۔ ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ وہ اس پر برس پڑی۔ اس کی آواز خوف اور غصے سے لرز رہی تھی۔ ''تم نے ایسا کیوں کیا خرم؟ کچھ بھی ہوا اور تمہیں کچھ بھی معلوم تھا، تمہیں اسے اپنے تک رکھنا چاہئے تھا۔ خدا کی پناہ!'' اس کی آنکھیں غصے اور بے بسی کے آنسوؤں سے بھر گئیں۔ ''تمہاری حماقتوں کی کوئی حد بھی ہے۔ تم نہیں جانتے کہ وہ کس طرح کا آدمی ہے؟ وہ تمہاری جیبیں ہیروں سے بھر دے گا لیکن تمہیں معاف کبھی نہیں کرے گا۔ وہ بہت کینہ پرور آدمی ہے۔ انتظار کرے گا...... کرتا رہے گا اور جس دن بھی موقع ملے گا، تمہاری پسلیوں میں چاقو اتار کر یوں گھمائے گا کہ تم رحم کے لیے چیختے رہو گے لیکن وہ تم پر رحم نہیں کرے گا۔ تم نے میری بات کیوں نہیں سنی؟ کیوں نہیں سنی، کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟''

''خدایا!'' خرم نے سرگوشی میں کہا ''تو تمہیں میری پروا ہے!'' وہ بیڈ سے اٹھا اور اس نے نیلم کو اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔ وہ بھی ننھے سے بچے کی طرح اس سے لپٹ گئی۔ ''چلو سویٹ ہارٹ، اگر رونے سے کوئی فائدہ ہو سکتا ہے تو رو لو لیکن روبن جیسے موٹے مینڈک کو ہاتھی بنانے کی کوشش نہ کرو۔ وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بس ہم میں اس کا سامنا کرنے کا حوصلہ ہونا چاہئے اور تم تو ویسے بھی ایک بہادر قوم سے تعلق رکھتی ہو۔''

وہ پھر برہم ہوگئی۔ ''تم اسے نہیں جانتے، میں جانتی ہوں۔ دیکھو ادھر......''
اس نے اپنی قمیص کے پچھلے بٹن کھولے اور اپنے کندھے اس کے سامنے کر دئیے۔

خرم کو شاک لگا۔ اس کے بدن پر لمبے لمبے نیل پڑے تھے۔ یہ یقینی تھا کہ اسے ہنٹر سے مارا گیا ہے۔

''اور یہ رات کی بات ہے۔'' نیلم نے کہا ''اور جانتے ہو، مجھے مارتے ہوئے وہ ہنس رہا تھا۔ کہہ رہا تھا میرا جسم صرف اسے مسرت دینے کی چیز ہے، دوسرے مردوں کو نہیں! اب سمجھے کہ وہ کیسا آدمی ہے؟''

خرم دیر تک اسے محبت اور ہمدردی سے دیکھتا رہا۔ اس کا وجود غصے اور نفرت سے ابل رہا تھا۔ بہت نرمی سے اس نے نیلم کے کندھے کے ایک نیل پر اپنے لب رکھ دئے۔ پھر اس نے اسے بستر پر بٹھا لیا اور بڑے نرم لہجے میں اس سے بولتا رہا۔ اس لہجے میں اس نے پہلے کبھی نیلم سے بات نہیں کی تھی ''نیلم، میں اسے ختم کر دوں گا۔ اس وقت نہیں۔ اس لئے کہ یہاں، اس جہاز پر میں بھی تم جتنا بے بس ہوں۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ ہنس ہنس کر بات کروں گا۔ وہ یہ سوچ کر خوش ہوتا رہے گا کہ اپنا کام نکل جانے کے بعد وہ میرا کیا حشر کرنے والا ہے۔ مگر ایک دن وہ میرے قابو میں ہوگا۔ میں اسے ادھیڑ ڈالوں گا۔ ٹانکا ٹانکا کر کے۔ پھر میں اسے مار ڈالوں گا۔ تمہاری خاطر، تمہارے نام پر۔''

نیلم بھی اسے محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔ ''تم کامیاب نہیں ہو سکتے خرم۔ اور لوگوں نے بھی یہ کوشش کی ہے مگر انجام سب کا ایک ہی ہوا ہے۔ اس کی دولت اس کی طاقت ہے۔ وہ بہت بڑا آدمی ہے۔ خود تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ تمہیں ختم کر دے گا۔''

خرم مسکرایا ''تم ہم پاکستانیوں کو نہیں جانتیں۔ ہم بڑے سخت جان ہوتے ہیں۔ دیکھتی نہیں، کڑے سے کڑا وقت جھیلنے کے باوجود پاکستان اب تک قائم ہے۔ روبن جیسے لوگوں کو تو ہم ناشتے میں کھا جائیں۔ جاؤ، اب تم منہ دھو لو۔ آنسوؤں کا ہر نشان مٹا دو۔''

وہ واپس آئی تو اس کا چہرہ پہلے جیسا تھا...... نقاب جیسا...... بے مہر۔ لیکن اس

کی نگاہوں میں خرم کے لئے گرم جوشی تھی۔

اس نے دروازہ کھول کر راہ داری کا جائزہ لیا۔ پھر اس نے نیلم کو اشارہ کیا کہ راستہ صاف ہے۔ اس کے جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا۔ اس کی خوشبو اس کے کیبن میں چکرا رہی تھی۔ اس کے کپڑوں میں بس گئی تھی لیکن اسے کوئی پروا نہیں تھی۔ وہ بیڈ پر لیٹا کیپٹن راکا کے لائٹر کو دیکھتے ہوئے روبن کو قتل کرنے کا تصور کرتا رہا۔

۞ ۞ ۞

کھانے کے بعد ڈیوٹی اسٹاف کے علاوہ باقی سب لوگوں شدید گرمی سے بچنے کے لیے اپنے اپنے کیبن میں سو گئے تھے۔ خرم وائرلیس کیبن میں چلا گیا۔ وہ گائیڈو کو اپنا واحد دوست شمار کرتا تھا۔

گائیڈو قمیص اتار۔ اپنے بیڈ پر پاؤں پھیلائے لیٹا تھا۔ بیئر کا گلاس اس کے پاس رکھا تھا۔ ایک جلتی ہوئی سگریٹ اس کے ہونٹوں میں دبی تھی اور وہ کسی میگزین کا جائزہ لے رہا تھا۔

”آؤ دوست۔“ خرم کو دیکھ کر اس نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔ ”بیئر پیو گے؟“ میرے پاس اس وقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں تمہاری مدارات کے لیے۔“

”شکریہ گائیڈو۔“ خرم نے کہا اور پھر اسے پاکن بارد کے واقعے سے لے کر کیبن میں آج نیلم سے ملاقات تک ہر بات بتا دی۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے اور بظاہر وہ کس قدر ناممکن ہے۔

گائیڈو کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ ”تم تو میری توقع سے بڑھ کر دشواری میں گرفتار ہو۔“ اس نے سنجیدگی سے کہا ”بہر حال تم جانتے ہو کہ میں اپنی بساط سے بڑھ کر تمہاری مدد کروں گا۔“

”فی الحال تو تم کچھ نہیں کر سکتے گائیڈو۔ بس ریڈیو ٹریفک پر نظر رکھو اور مجھے باخبر رکھو۔ کارنگ شارو پہنچ کر میں کام میں مصروف ہو جاؤں گا لیکن میں چاہتا ہوں، تم مجھ سے رابطہ رکھو اور نیلم کا خیال بھی رکھو۔ موقع ملتے ہی میں نیلم کو تمہارے بارے میں

بتا دوں گا۔ کاش میرے پاس کوئی ریوالور ہوتا۔“

گائیڈو کا چہرہ چمکنے لگا۔ ”میرے پاس ہے دوست۔ جنگ کے بعد سے اس کے استعمال کی نوبت نہیں آئی ہے لیکن میں اسے ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہوں۔ کبھی بھی، کسی بھی وقت ضرورت پڑ سکتی ہے۔“ اس نے بیڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بوسیدہ سا سوٹ کیس کھینچا اور اس میں سے ایک آٹو میٹک اور ایمونیشن کے دو کلپ نکالے۔ ریوالور کی حالت سے اندازہ ہوتا تھا کہ اسے باقاعدگی سے تیل دیا جاتا رہا ہے۔

خرم نے ریوالور کو چیک کیا۔ پھر سیفٹی کیچ آن کر کے اسے اپنی پینٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

اس کی نگاہوں میں گائیڈو کے لیے شکر گزاری تھی۔

”شکریہ گائیڈو۔ میں تمہاری یہ عنایت کبھی نہیں بھولوں گا۔ اور روبن کی کھال اتارنے کے بعد ہمیں جو حاصل ہوگا، میرا وعدہ ہے کہ اس میں تمہارا حصہ بھی ہوگا۔“

گائیڈو نے کندھے جھٹک دئے۔ ”منافع کو چھوڑو۔ تم اپنا اور اپنی گرل فرینڈ کا خیال رکھو۔“ وہ مسکرایا۔ ”اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برف کی مورت سے آتش فشاں بھی ہو سکتی ہے۔“

خرم خود کو بہتر محسوس کر رہا تھا۔ صورت حال اس کے حق میں بہت تھوڑی سی سہی، بہر حال بہتر ہو گئی۔ اب اس کے پاس دو ساتھی تھے۔ نیلم اور گائیڈو اور جیب میں ریوالور بھی تھا۔

۞ ۞ ۞

کارنگ شارو پہنچنے سے پہلے والی رات روبن نے اپنے اسٹاف کی میٹنگ بلائی۔ خرم، نیلم، کیپٹن جانزون اور شپ کے دوسرے افسر شریک تھے۔

”کل ہم کارنگ شارو پہنچ رہے ہیں۔“ اس نے کہا ”ہمیں وہاں خاصا طویل عرصہ گزارنا ہوگا۔ چھ ہفتے۔ ممکن ہے، دو ماہ، ہمارے پاس پچاس ٹن سپلائز ہیں، جو ہمیں اتارنی ہیں۔ اس میں کچھ سامان تو ہماری لائف بوٹس کے ذریعے لے جایا جائے گا باقی

سامان لے جانے کے لیے مقامی کشتیوں کا پہلے ہی بندوبست کرلیا گیا ہے۔"

خرم نے تیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔ پہلی بار اسے معلوم ہوا تھا کہ جزیرے پر بھی روبن کا کوئی نمائندہ موجود ہے۔

روبن اس کی نگاہوں کا مفہوم سمجھ کر مسکرایا۔ "کوئی سوال مسٹر نواز؟"

"نہیں" خرم نے اس کے طنز کو نظر انداز کردیا۔ "میں سوچا کرتا تھا کہ بھاری سامان تم ساحل پر کیسے پہنچاؤ گے؟"

"ہمارے لئے جزیرے کی مشکلات آسان کرنے کے لیے جزیرے پر ہمارا ایک نمائندہ موجود ہے۔ اس کا نام ہے پیڈرو میرنہا۔ وہ مخلوط نسل کا پرتگیزی ہے۔ اس نے ایک مقامی لڑکی سے شادی کی ہے۔ کارنگ شارو میں اس کا ایک طرح کا بڑا جنرل اسٹور ہے۔ وہ مقامی بولی بھی بول سکتا تھا۔ اور انگریزی بھی۔ محل کے حکام سے اس کے اچھے تعلقات ہیں۔ میں نے بیچ کے آدمی اور ترجمان کی حیثیت سے اس کی خدمات حاصل کی ہیں۔ مقامی مزدور بھی وہی مہیا کرے گا۔ مسٹر نواز، تمہیں بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتو تم اسی سے مدد لو گے۔" روبن نے چند لمحے توقف کیا، پھر گفتگو کا رخ بدلا۔ "تم میں سے کچھ پہلے بھی یہاں آچکے ہیں۔ وہ جانتے ہوں گے کہ کارنگ شارو میں ملی جلی آبادی ہے۔ یہاں بالی، لوم بوک، سلاویسی اور سیرم کے آباد کار موجود ہیں۔ عورتیں خوبصورت اور مرد غصہ ور۔ تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارے دل بہلانے کے انتظامات میرنہا کرے گا لیکن جہاز پر کوئی عورت نہیں آئے گی۔ ہم ایک جہاز چلا رہے ہیں، قحبہ خانہ نہیں۔ ہمارا پہلا کام اپنا سامان سائٹ پر پہنچانا اور کیمپ قائم کرنا ہے تاکہ مسٹر نواز اپنا کام شروع کر سکیں۔ پھر ہمیں آلات اور مشینری فٹ کرنا ہوگی اور اسٹور ہاؤس تعمیر کرنا ہوں گے۔"

"آلات اور مشینوں کی نصب سب سے بڑا کام ہے۔" خرم نے کہا۔ "یہ کام ہوگیا تو پھر نارمل مینٹی نینس کا کام رہ جائے گا۔ کبھی کسی مشین میں خرابی پیدا ہوئی تو اسے دور کرلیا۔ شروع میں میں ساحل پر رکوں گا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً میرا آنا جانا لگا رہے گا۔ کیمپ سے ساحل تک کا فاصلہ کتنا ہے؟"

"تین میل۔" روبن نے جواب دیا۔

"ٹرانسپورٹ کے بغیر تو یہ بڑا مسئلہ ہوگا۔ جب بھی مجھے شپ سے کسی چیز کی ضرورت پڑے۔گی تو مجھے ایک آدمی دوڑانا پڑے گا۔"

"اس سلسلے میں میں مدد کرسکتا ہوں۔" گائیڈو بولا۔

خرم نے چونک کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک اور مسکراہٹ کچھ اشارہ کرتی معلوم ہورہی تھی۔

"وہ کیسے؟" روبن نے گائیڈو سے پوچھا۔

"میرے پاس دو ایمرجنسی ٹرانس ریسیور پیک ہیں۔" گائیڈو نے کہا۔ "ان میں سے ایک ہم جہاز پر نصب کردیں گے۔ اس پر میں یا کوئی اور آفیسر ہر وقت نظر رکھے گا۔ مسٹر نواز کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ ہمیں کال کردیں گے۔ ہم اس کا بندوبست کر دیں گے۔"

"بہت خوب!" خرم نے چہک کر کہا۔ وہ خوش تھا کہ گائیڈو اور نیلم سے رابطے کی کوئی سبیل پیدا ہوئی۔ فی الوقت تو اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی لیکن بعد میں اس کی زندگی کا انحصار ہی اس رابطے پر رہتا۔

روبن نے اثبات میں سر ہلا کر منظوری دی اور ایجنڈے کے دوسرے نکتے کی طرف بڑھا۔ "جنٹلمین، اندازہ یہ ہے کہ ہم کل صبح دس بجے کارنگ شارو پہنچیں گے۔ دوپہر کو کسی وقت ہمیں جہاز پر سلطان اور اس کے وفد کا خیر مقدم کرنا ہوگا۔ یہ محض آغاز ہوگا۔ پھر وہ رات خیریت سے گزر جانی چاہئے۔ مجھے دانائے علم سے معاملات نمٹانے ہوں گے اور میں نہیں چاہتا کہ اس دوران کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش آئے۔ میرا خیال ہے، شام کو ہمیں محل میں مدعو کیا جائے گا۔ صرف افسران کو مدعو کیا جائے گا لیکن ہر شخص کو اپنے ساتھ عملے کے ایک فرد کو لے جانے کی اجازت ہوگی اور میں چاہتا ہوں کہ سلطان ہم لوگوں سے متاثر ہوں۔" اتنا کہہ کر روبن نے اسٹیورڈ کو شمپین لانے کا اشارہ کیا۔

سب نے اپنے اپنے جام بلند کرکے ایک دوسرے کو ٹوسٹ کیا۔ کچھ دیر بعد

روبن اور نیلم نیچے چلے گئے۔ باقی لوگ بھی تتر بتر ہو گئے۔

خرم ریلنگ کے پاس جا کھڑا ہوا اور ایک سگریٹ سلگا لی۔ چاند ابھی چڑھا نہیں تھا۔ جہاز دھیرے دھیرے اندھیرے سمندر میں روشن جزیرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

عقب سے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ ایک لمحے بعد کیپٹن جانزون اس کے برابر کھڑا ہوا تھا۔

''خوبصورت رات ہے میرے دوست اور تم بہت مطمئن اور خوش بھی ہو گے۔ تم نے بڑا داؤ لگایا، بڑا منافع پایا۔ بڑی دولت ملے گی تمہیں۔'' وہ بولا۔

''بشرطیکہ تیل نکل آئے۔'' خرم نے سرد لہجے میں کہا ''اگر میں تیل کا کنواں نہ کھود پایا تو کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔''

جانزون نے ایک لمحہ ادھر ادھر دیکھا۔ ''میرا خیال ہے، تم خطرات کا کچھ بوجھ تو ہلکا کرنا چاہو گے۔''

خرم نے بے پروائی سے کندھے جھٹک دیئے۔ ''میرے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ مجھے بس وقت چاہئے۔ کوشش تو میں کروں گا ہی۔''

''اور تمہاری زندگی؟'' جانزون نے معنی خیز لہجے میں کہا ''اور لڑکی کی زندگی؟''

خرم نے ریلنگ کو مضبوطی سے تھام لیا اور سمندر کو تکتا رہا۔ اسے اپنی پسلیوں میں چاقو چبھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

''میری بات غور سے سنو نواز۔'' جانزون نے کہا ''میں تمہیں کچھ بتانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اس معاملے مس ہم تین آدمی ملوث ہیں۔ تم میں اور روبن۔ روبن بڑا اور طاقت ور ہے۔ لیکن میں اور تم مل کر کم طاقت ور نہیں رہیں گے۔ سمجھ رہے ہو؟ ہمیں ایک دوسرے کا دشمن نہیں، دوست بنا چاہئے۔''

خرم گھوما اور تن کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے نیچی آواز میں سرد لہجے میں کہا۔ ''یہ لائن تو مجھے پہلے بھی دے چکے ہو جانزون لیکن مجھے تاش کی اس گڈی

سے کھیلنا اچھا نہیں لگتا۔ جس میں پانچ اکے موجود ہوں۔ تمہارے ذہن میں کوئی تجویز ہے تو پوری تفصیل سے بیان کر ڈالو اور تجویز جان دار اور سود مند ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس وقت مجھے تمہاری اتنی ضرورت نہیں، جتنی تمہیں میری ہے۔''

جانزون نے دانت نکال دیئے۔ اس کی آنکھوں میں شیطانی چمک تھی۔ ''گڈ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میرے پاس تین اکے ہیں۔'' اس نے کہا۔

''دکھاؤ۔''

''پہلا اکا۔ تم روبن کی محبوبہ پر جان چھڑکتے ہو۔''

خرم نے کندھے جھٹک دیئے۔ ''یہ کوئی اکا نہیں۔''

جانزون نے دونوں ہاتھ پھیلائے۔ انداز ایسا تھا جیسے اسے خرم کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''تم اسے چاہتے ہو۔'' کچھ توقف کے بعد جانزون نے کہا۔ ''اگر روبن کے کان میں اس بات کی بھنک بھی پڑ گئی تو وہ پہلے اسے اور پھر تمہیں ختم کر دے گا۔ اس لحاظ سے یہ اکا ہے، ایس آف ہارٹ...... پان کا اکا!''

''آگے بڑھو'' خرم نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

''دوسرا ہے اینٹ کا اکا'' جانزون نے لطف لیتے ہوئے کہا۔ ''تم نے تیس فیصد کا مطالبہ کیا اور تم نے اپنی دانست میں چالاکی سے کام لیا۔ شرط رکھی کہ تمہارا حصہ براہ راست ادا کیا جائے۔ روبن رضا مند ہو گیا۔ تم سمجھے کہ جیت گئے۔ تم بے وقوف ہو۔'' جانزون کا لہجہ زہریلا ہو گیا۔ ''لیکن اسکاٹ موری سن کی آمد سے پہلے تو تمہیں تمہارا حصہ نہیں مل سکتا اور روبن اسے اس وقت تک نہیں بلوائے گا جب تک تیل کا کنواں سامنے نہ ہو اور تیل کا کنواں سامنے آتے ہی تم غیر ضروری ہو جاؤ گے۔ یعنی اسکاٹ مورسن کے آنے سے پہلے ہی تم دوسرے جہاں کو سدھار چکے ہو گے لیکن نواز، میں تمہیں زندگی دے سکتا ہوں۔ البتہ اس کی قیمت ہو گی۔''

''قیمت کی بات بعد میں کریں گے۔'' خرم نے بے حد رسان سے کہا ''پہلے

اپنا آخری اکا بھی دکھا دو۔''

''یہ ہے حکم کا اکا...... قبر کھودنے والا اسپیڈ۔ تم دستاویزات دیکھ چکے ہو۔ تم نے سیل ایگری منٹ بھی پڑھا اور کمپنی کا آرٹیکل بھی۔ تم نے دیکھا کہ کسی دستاویز پر روبن کا نام نہیں ہے۔''

''ہاں۔ میرے خیال میں یہ اس کی چالاکی کی انتہا ہے۔ وہ بغیر کسی رسک کے مال کما رہا ہے۔ کوئی ایکشن ہوگا تو تمہارے خلاف۔ قانونی جھنجٹ میں تم پھنسو گے۔ سنگاپور کے رجسٹریشن پر تمہارا نام ہے۔''

جانزون نے حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھا۔ ''لیکن تم نے ایک اہم نکتہ نظر انداز کر دیا۔ سیل کے لیے روبن کے دستخط ضروری نہیں دستاویز میں کسی بھی تبدیلی کی ضرورت ہو، وہ میں کر سکتا ہوں۔ تو بہتر ہوگا کہ ہم دونوں زندہ رہیں اور روبن مر جائے۔ کیوں؟''

''خدا کی پناہ!'' خرم اردو میں بڑبڑایا۔ پھر اس نے جلدی سے کہا ''یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔''

''اب دیکھ لو، میرے پاس کتنے اچھے پتے ہیں۔ تمہارے پاس انہیں شکست دینے والے پتے ہیں؟''

''اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ تم اپنے پتے کس انداز میں کھیلنا چاہتے ہو۔'' خرم نے کہا۔

''کیا مطلب؟''

''تین طریقے ہیں۔ یہ فیصلہ تمہیں کرنا ہے کہ کون سا طریقہ اپناتے ہو۔ پہلا یہ کہ میں جم کر بیٹھ جاؤں اور اپنے پتوں کی قوت تمہارے خلاف استعمال کروں اور تمہیں میرے پتوں کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ ورنہ تم اس وقت یہاں نہ ہوتے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تم میری قیمت ادا کر دو۔ میں کھیل سے باہر ہو جاتا ہوں۔ آخری طریقہ یہ ہے کہ ہم مل کر روبن کے خلاف کھیلیں۔ منافع ففٹی ففٹی لیکن ایک بات اچھی طرح سمجھ

لو۔'' خرم نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ اس کے انداز میں چیلنج تھا۔ ''مجھے دھمکی نہیں دی جا سکتی۔ مجھے خوف زدہ نہیں کیا جا سکتا۔ میرا ضمیر مطمئن ہے اور میں اپنی زندگی داؤ پر لگا رہا ہوں۔ مجھے کسی بات کی پروا نہیں۔ میں اس کھیل سے زندہ سلامت منافع سمیت باہر آنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہوا تو بھی میں تمہیں اور روبن کو ناکوں چنے چبوا دوں گا۔ بات سمجھ میں آئی؟''

جانزون اسے ٹٹولنے والی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ ''بالکل آ گئی۔'' اس نے کہا ''میرا خیال ہے، میں تمہیں ایک پرکشش پیشکش کر سکوں گا لیکن پہلے میں اس سلسلے میں سوچنا چاہتا ہوں۔''

''تم سوچو گے اس سلسلے میں یا روبن؟''

''خدا کی پناہ!'' پہلی بار جانزون کے لہجے میں حقیقی خوف محسوس ہوا۔ اس نے خرم کا بازو تھام لیا۔ اس کی انگلیاں خرم کے بازو میں گڑی جا رہی تھی۔ ''ابتدا میں، میں تمہاری باتیں روبن تک پہنچاتا رہا ہوں لیکن یہ بات نہیں پہنچا سکتا۔ یہ ایک بالکل پرائیویٹ بات ہے۔ میں منافع چاہتا ہوں لیکن رسک جتنا ہے، اس سے کم ہونا بہتر ہے۔ اگر روبن کو یہ بات معلوم ہو جائے تو......''

''اسے معلوم نہیں ہوگا۔'' خرم نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔ ''مگر تمہیں میرے ساتھ ٹھیک ٹھیک چلنا ہوگا۔ ہاں ایک بات بتاؤ۔ اسکاٹ موری سن اس وقت کہاں ہے؟''

جانزون نے خوف زدہ نگاہوں سے سنسان عرشے کو دیکھا۔ ''وہ اس وقت ڈارون ہاربر میں ہے...... ہمارے پیغام کا منتظر۔'' کچھ توقف کے بعد وہ پھر بولا ''میرا خیال ہے۔ ہم اشتراک کر سکتے ہیں لیکن ایسے وعدے بھی ہیں، جو میں نہیں کر سکتا۔''

''مثلاً؟''

''مثلاً لڑکی۔ وہ کتنی اہمیت رکھتی ہے تمہارے لئے؟''

''کیوں؟''

’’اس لئے کہ......‘‘ جانزون کہتے کہتے رک گیا۔ پھر چند لمحے بعد اس نے اپنی بات پوری۔ ’’لڑکی کے مستقبل کے بارے میں روبن کے ذہن میں جو کچھ ہے، میں نہیں چاہتا کہ اس کی وجہ سے میرے اور تمہارے تعلقات میں فرق پڑے۔‘‘

’’خدا کے لیے جانزون!‘‘ خرم پریشان ہوگیا۔ ’’بولو نا، تم مجھے کیا بتانے کی کوشش کر رہے ہو؟‘‘

’’میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ اگر تم لڑکی کو بچانے کی کوشش کرو گے تو اس کے لیے تمہیں صرف روبن سے لڑنا ہوگا، مجھ سے نہیں۔ دوسری بات، میں غور وفکر کے بعد تمہیں معقول پیشکش کروں گا۔ ٹھیک ہے؟‘‘

’’جتنا جی چاہے سوچو، وقت کی کمی نہیں۔‘‘

جانزون کے جانے کے بعد خرم کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ جانزون کو وہ ہینڈل کر سکتا تھا۔ وہ لالچی تھا اور روبن سے خوف زدہ بھی۔ ان دونوں باتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا لیکن نیلم کا خطرہ میں ہونا ایک بالکل مختلف معاملہ تھا۔ اس لمحے اسے اندازہ ہوا کہ وہ نیلم کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو چکا ہے۔ نیلم کو لاحق یہ انجانا خطرہ اسے اپنی شہ رگ پر کسی دھار دار خنجر کے دباؤ کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔

❁......❁......❁

’’نواز...... یہ رہا کارنگ شارو‘‘ روبن کی آواز معمول سے زیادہ بلند تھی۔ اور لہجے میں سنسنی تھی ’’یہ دوربین لگا کر دیکھو۔‘‘

وہ اس وقت برج پر کھڑے تھے۔ کیپٹن جانزون افق پر ننھے سے نقطے کو جزیرے کے نقش ونگار میں ڈھلتے دیکھ رہا تھا۔

خرم نے دوربین لے کر اسے بے حد احتیاط سے فوکس کیا۔ اسے ریڑھ کی ہڈی جیسے دندانے دار پہاڑوں کا ایک سلسلہ نظر آیا۔ انھی میں ایک بلند چوٹی تھی، جس سے دھواں اٹھ رہا تھا۔

وہ روبن کی طرف بڑھا ’’یہاں آتش فشاں پہاڑ ہیں۔ یہ بات تم نے مجھے

نہیں بتائی تھی۔‘‘

’’اس بات کی کوئی اہمیت ہے؟‘‘

’’ہو بھی سکتی ہے۔ ممکن ہے، یہاں تیل کے بجائے قدرتی گیس نکل آئے۔‘‘

روبن نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا ’’تم اپنے کام میں ماہر ہو نواز۔ مسلسل مجھے متاثر کرتے آرہے ہو۔ یہ سوال میں نے سرویئرز سے بھی کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ تیل کا امکان زیادہ ہے۔‘‘

’’ہاں۔ انہیں تو معلوم ہوگا ہی‘‘ خرم نے خفیف سا طنز کیا۔

اس نے دوربین روبن کو واپس دے دی اور جہاز رانوں کو جہاز کا رخ تبدیل کرتے دیکھتا رہا۔

جانزون نے کہا ’’میرا خیال ہے، نیلم یہ منظر دیکھنا چاہے گی۔‘‘

’’میں نیچے جارہا ہوں شیو کرنے‘‘ خرم نے اپنا لہجہ سرسری رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ’’کہو تو دروازے پر دستک دے کر نیلم کو بتادوں کہ تم یہاں ہو۔‘‘

’’جیسے تمہاری مرضی‘‘ روبن نے پلٹ کر دیکھے بغیر کہا ’’اس سے کہنا میرے سن گلاسز بھی لے آئے۔ مجھے ان کی ضرورت پڑے گی۔‘‘

’’کہہ دوں گا‘‘ اس کے باوجود چند لمحے مزید وہاں رکا کہ کہیں اس کی بے تابی روبن کو شکوک میں مبتلا نہ کردے لیکن روبن تو دوربین کی مدد سے کارنگ شارو کے آتش فشاں کو دیکھے جارہا تھا۔

اسٹیٹ روم کے دروازے پر پہنچتے پہنچتے خرم کا دل بری طرح دھڑکنے لگا۔ جس روز وہ اس کے کیبن میں آئی تھی، اس کے بعد یہ تنہائی میں اس سے ملنے کا پہلا موقع تھا۔

اس نے دروازے پر دستک دی ’’یہ میں ہوں خرم۔ دروازہ کھولو جلدی سے‘‘۔ اس نے پکارا۔

’’خرم، کیا......‘‘ نیلم نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

لیکن وہ اسے دھکیلتا ہوا اندر گھسا اور جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ جلدی جلدی اسے تمام اہم باتیں سمجھانے لگا۔

''میں...... میں تمہیں مس کرتی رہی ہوں...... بہت زیادہ۔'' نیلم اس سے لپٹ گئی ''میں خوف زدہ ہوں خرم۔ آج سب کچھ شروع ہو رہا ہے۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔''

''خوف زدہ تو میں بھی ہوں گڑیا'' خرم نے کہا ''میں تمہاری طرف سے پریشان ہوں۔ مجھے تم سے ضروری باتیں کرنا تھیں۔''

''میر نہا کے آنے کے بعد'' نیلم نے کہا ''روبن اس سے تنہائی میں بات کرنا چاہے گا۔ میں اس وقت موقع نکال کر......''

''میں اپنے کیبن میں تمہارا انتظار کروں گا۔ اب تم جلدی سے برج پر چلی جاؤ۔ سن گلاسز بھی لے جانا روبن کے۔''

''مجھے پیار کرو۔''

وہ بچوں کی سی معصوم ضد تھی، جو خرم کو پوری کرنا پڑی۔

نیلم نے اس کے رخساروں کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے چھوا ''مجھ جیسی عورت کی محبت کوئی بڑی نعمت نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ میرا تعلق پیپاک پولیلین سے رہا ہے لیکن خرم، میں تم سے محبت کرتی ہوں اور دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے، ہمیشہ تم سے محبت کرتی رہوں گی۔''

''میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں گڑیا'' خرم نے گمبھیر لہجے میں کہا ''اور جو کچھ بھی ہوگا، ہم دونوں کے حق میں اچھا ہی ہوگا۔''

وہ جتنی تیزی سے آیا تھا اتنی ہی تیزی سے رخصت ہو گیا۔ نیلم بیٹھی کھلے دروازے کو دیکھتی اور سوچتی رہی کہ خرم کو کیسے بتائے۔ کیسے بتائے کہ روبن نے اس کی تقدیر کا کیا فیصلہ کیا ہے۔

روبن کے اسٹیٹ روم سے چند قدم کے فاصلے پر خرم کا ٹکراؤ اپنے حامی گائیڈو سے ہو گیا۔ وہ گائیڈو کو پکڑ کر کھینچتے ہوئے اپنے کیبن میں لے گیا ''میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں گائیڈو۔ میں دو باتیں سمجھنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ کیا ہم روبن کے خفیہ پیغامات پڑھ سکتے ہیں؟''

''کیوں نہیں'' گائیڈو نے بڑے اعتماد سے کہا۔

''دوسرے اگر میں روبن کے نام سے کوئی پیغام بھیجنا چاہوں تو بھیج سکتا ہوں...... اور وہ موثر بھی ثابت ہوگا؟''

''بالکل موثر ثابت ہوگا۔ روبن جب سنگاپور کیبل بھیجتا ہے تو یوں شروع کرتا ہے...... سلوا کے لئے اور آخر میں نام ہوتا ہے...... ریکس۔ نیو یارک کیبل بھیجتے ہوئے یوں شروع کرتا ہے۔ مارٹن کے لیے اور آخر میں ہوتا ہے...... امپیرٹر۔''

''روبن کی طرف سے اسکاٹ موری سن کو بھی پیغام بھیجے گئے ہیں؟''

''صرف دو پیغامات۔''

''وہ کس طرح ایڈریس کئے گئے تھے؟''

''موری سن۔ ایم دی میلانی۔''

''اور سگنیچر؟''

''اسمین۔ یہ روبن کی کمپنی کا ساؤتھ ایسٹ ایشین منرل ریسرچ کا کیبل ایڈریس ہے۔''

''اور کچھ؟''

''اور نیچے جانزون کا نام ہوتا ہے۔''

''اب مجھے آنے والے ہر پیغام کی کاپی درکار ہوگی اور باہر جانے والے پیغامات کو اس وقت تک روکنا، جب تک میں تمہیں ان کے لیے کلیرنس نہ دے دوں۔''

''گائیڈو کی آنکھیں ابل پڑیں۔ سگریٹ منہ سے گر گئی ''میں تمہاری مدد کرنا

چاہتا ہوں نواز لیکن یہ تو خودکشی کے برابر ہوگا۔"

خرم مسکرایا "ہم ایسا کر سکتے ہیں گائیڈو۔ یہ روبن کے منہ پر تھوکنے کے برابر ہوگا۔"

❁....❁....❁

کارنگ شارو اب صاف نظر آ رہا تھا۔ لیکن اس کی بندرگاہ چھوٹی پہاڑیوں کی اوٹ میں چھپی ہوئی تھی۔ مطلع صاف تھا اور سورج پوری طرح آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ خرم، روبن اور نیلم کے ساتھ کھڑا تھا۔ نیلم بجھی بجھی سی تھی۔ روبن احساس فتح سے سرشار تھا۔

"خرم، تم دلچسپ آدمی ہو" اس نے کہا "میں تمہیں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔"

"تم مجھ سے اکتا جاؤ گے۔ ہم پاکستانی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ مجھے دیکھو، امریکا میں زندگی گزار کر بھی پاکستانی ہی رہا۔"

"کیا وہ بہت اچھے محبوب ہوتے ہیں؟"

"میں عورت ہوتا تو اس سوال کا جواب دے سکتا تھا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے نیلم۔ تم تو عورت ہو" روبن نے چبھتے ہوئے لہجے میں نیلم سے پوچھا۔

نیلم نے کندھے جھٹک دیئے "میں محبت کے بارے میں کچھ جانتی ہی نہیں۔"

"بالکل ٹھیک کہا تم نے۔ سنا نواز" روبن کے سرخ ہونٹ مسکرائے لیکن وہ مسکراہٹ آنکھوں تک نہیں پہنچی "یہ نیلم بہت تجربہ کار عورت ہے۔"

جہاز اب گھوم رہا تھا۔ کارو شارو کی بندرگاہ آہستہ آہستہ سامنے آ رہی تھی۔ وہ نیم دائرے کی شکل میں تھی۔ عقب میں زمین بتدریج اٹھتی محسوس ہو رہی تھی۔

جزیرے کی سب سے چونکا دینے والی چیز سلطان کا محل تھا۔ وہ ایک بلند جگہ پر تعمیر کیا گیا تھا۔ محل کے عین اوپر آتش فشاں کی چوٹی تھی۔ نیچے کی سمت، نیچے کو جاتے

ہوئے باغات کا سلسلہ تھا۔ انہیں دیکھ کر معلق باغات کا تصور ذہن میں ابھرتا تھا۔ ان کے گرد نیکلی لکڑیوں کی باڑھیں لگائی گئی تھیں۔

"خرم، میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تمہیں عجوبہ دکھاؤں گا" روبن نے چہک کر کہا۔

"اور مجھے اس میں کبھی شک نہیں رہا تھا" خرم نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"بہت سے عجوبہ اندر بھی ہیں" روبن نے کہا "اندر حرم ہے، جس میں سلطان کی سیکڑوں بیویاں اپنے بچوں کے ساتھ رہتی ہیں۔ بہت بڑا شاہی خاندان ہے۔"

"خرم نے موضوع بدل دیا "مجھے سائٹ دکھاؤ، جہاں کام کرنا ہے۔"

"وہ رہی" روبن نے محل سے دور شمال کی سمت اشارہ کیا۔ جہاں چھوٹی پہاڑیوں کا ایک سلسلہ ختم ہوتا تھا۔

کیپٹن جانزون بلند آواز میں احکامات جاری کر رہا تھا "انجن بند کر دو۔ لنگر کو آہستہ آہستہ کھولو......"

چند منٹ بعد ایک لانچ پناما کے پاس آ کر رکی اور اس میں سے جزیرے پر روبن کا ایجنٹ پیڈرو میرنہا اترا اور رسی کی سیڑھی کی مدد سے جہاز پر آ گیا۔

"گڈ مارننگ جنٹلمین، ویلکم ٹو کارنگ شارو۔ یہ ہمارے جزیرے کے لیے ایک بڑا دن ہے۔ دیکھتے ہو، سب لوگ باہر آ گئے ہیں۔ محل والے بھی جہاز کو ہی دیکھ رہے ہوں گے۔ آپ کے لیے ہر چیز تیار ہے......"

"سامان اتروانے کے لیے کشتیاں بنوا لیں تم نے؟" روبن نے بے مہری سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ چار کشتیاں ہیں اور کام شروع کرنے کے۔ لیے تیار ہیں۔"

روبن نے اشارے سے اسے روک دیا "گڈ، اب تم جانزون کے ساتھ میرے کیبن میں چلو۔ بہت سی باتیں کرنی ہیں" یہ کہہ کر خرم اور نیلم سے کچھ کہے بغیر روبن پلٹا اور نیچے جانے والے زینوں کی طرف چل دیا۔ میرنہا اور جانزون اس کے

پیچھے تھے۔

خرم نے نیلم کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر اپنے کیبن کی طرف چل دیا۔

دروازہ بند کرتے ہی وہ ایک دوسرے میں کھو گئے۔ خرم کو نیلم کے جذبے کی شدت نے حیران کر دیا۔ وہ ایک آتش فشاں تھی۔

پھر وہ بیڈ پر ساتھ بیٹھ گئے۔ خرم نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لئے ’’باتیں بہت ہیں گڑیا‘‘ اس نے سنجیدگی سے کہا ’’ہمیں پہلے انہیں نمٹا لینا چاہیے۔‘‘

’’میں جانتی ہوں خرم لیکن پہلے میری بات سن لو‘‘ وہ بولی۔

’’ضرور سنوں گا۔ کیا بتانا چاہتی ہو مجھے؟‘‘

’’وہ ہمارے بارے میں جان گیا ہے خرم۔‘‘

خرم نے اثبات میں سر ہلایا ’’برج پر اس کی باتیں سننے کے بعد میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس نے کچھ کہا اس سلسلے میں؟‘‘

’’لفظوں میں نہیں۔ تم جانتے ہی ہو۔ وہ رواداری کا بہت خیال رکھتا ہے۔ وہ حاسد بھی ہے، کھوجی بھی اور اونٹ کی طرح کینہ پرور بھی۔ وہ اس وقت کا منتظر ہے، جب وہ تمہیں زیادہ سے زیادہ اذیت دے سکے گا۔ وہ تمہیں تباہ کرنا چاہتا ہے خرم۔‘‘

’’میں جانتا ہوں۔ لیکن جب تک تیل کا کنواں مکمل نہیں ہو جاتا، وہ ایسا کر نہیں سکتا۔ اور مجھے امید ہے، اس سے پہلے ہی میں اس پر وار کر سکوں گا......‘‘

’’پلیز خرم، پہلے مجھے بات کرنے دو۔‘‘

اس کے لہجے میں التجا تھی اور آنکھوں میں اذیت کا تاثر، ایسے میں وہ سوائے اس کے کچھ نہیں کر سکتا تھا کہ اسے ہی بولنے دے۔

’’میں تمہیں اپنے بارے میں بتانا چاہتی ہوں خرم۔ میں چاہتی ہوں، تم سب کچھ جان لو۔ نہیں جانو گے، نہیں سمجھو گے تو کوئی حماقت کر بیٹھو گے۔ جس کا ہم دونوں میں سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔‘‘

’’اپنی سنانے سے پہلے ایک بات میری سن لو‘‘ خرم نے گمبھیر لہجے میں کہا ’’جو تکلیف تمہیں ہو گی، اسے میں محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا اور میں اس چوہے دان میں لڑ بھڑ کر باہر نکلنے کا راستہ بناؤں گا۔ میں تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا۔ میں شکست کا متحمل نہیں ہو سکتا۔‘‘

’’میں جانتی ہوں خرم لیکن پلیز میری بات سنو۔ میں نے تمہیں بتایا تھا نا کہ روبن نے مجھے ہانگ کانگ کے ایک قحبہ خانے پی کاک پویلین سے خریدا تھا۔ لیکن تمہیں یہ تو نہیں معلوم کہ میں پی کاک پویلین کیسے پہنچی تھی۔‘‘

’’میں نے تم سے کبھی پوچھا بھی نہیں۔‘‘

’’لیکن میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں۔ میں ایرانی ہوں۔ میرا شوہر افغانستان میں سرکاری ملازم تھا۔‘‘

’’تمہارا شوہر تھا؟‘‘ یہ سن کر خرم کو زبردست شاک لگا۔

’’ہاں۔ اس کا نام روحیل مراد تھا۔ ہم سکون سے رہ رہے تھے۔ ایک دن روسی فوجی ہمارے گھر آ گئے۔ وہ تین تھے اور بقول خود مجاہدین کے جاسوسوں کی تلاش میں آئے تھے۔ روحیل نے اپنے کاغذات انہیں دکھائے اور بتایا کہ وہ تو روسیوں کا وفادار ہے۔ مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور روحیل کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد...... اس کے بعد...... انہوں نے...... انہوں نے اس کے سامنے میرا لباس تار تار کر دیا اور......‘‘ وہ اب تھر تھر کانپ رہی تھی، جیسے ماضی کی بے آبروئی سے دوبارہ گزر رہی ہو۔ ’’روحیل سے یہ برداشت نہیں ہو سکا۔ لیکن وہ کر کچھ بھی نہیں سکتا تھا۔ انہوں نے اسے گولی مار دی۔ وہ چار دن وہاں رہے۔ پانچویں دن انہوں نے مجھے ایک ویتنامی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ وہ مجھے سائیگون لے گیا اور مجھے پی کاک پویلین پہنچا دیا۔ میں زندہ نہیں رہنا چاہتی تھی۔ لیکن زندہ تھی۔ پھر میں نے شکر گزاری بھی سیکھ لی۔ میں زندہ تھی، یہ کچھ کم نہیں تھا۔ پھر ایک روز روبن پی کاک پویلین آیا۔ وہ مجھ سے خوش ہوا اور اس نے پی کاک پویلین والوں کو مہنگے دام دے کر مجھے خرید لیا۔ اس وقت سے میں

اس کے ساتھ ہوں۔"

"بس گڑیا؟"

"نہیں،" اس کی آنکھوں میں چیلنج تھا "یہ میں بعد میں سمجھی کہ جب روحیل نے میرے لئے جان دی تو اس نے میری مدد کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کی موت سے مجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا۔ بلکہ میں بالکل ہی بے سہارا ہوگئی۔ اگر وہ اس وقت وہ ذلت برداشت کرلیتا تو شاید اس وقت میرے ساتھ ہوتا اور شاید میں دربدر نہ ہوتی۔ شاید ہمارے پاس اس منحوس رات کی یاد ہوتی...... بلکہ وہ بھی مٹ جاتی۔ زندگی بڑے بڑے زخموں کو مندمل کردیتی ہے" اس نے خرم کا ہاتھ تھام لیا "موت امید کا اختتامیہ ہوتی ہے۔ موت اس شخص کے لئے محبت کو ختم کردیتی ہے، جو زندہ بچ جائے۔ میں تم سے یہ وعدہ لینا چاہتی ہوں خرم...... یہ وعدہ کہ چاہے کچھ ہو، روبن مجھے کتنی ہی اذیت پہنچائے، تم زندہ رہو گے...... میری خاطر۔ میں دوسری بار بے سہارا نہیں ہونا چاہتی۔ تمہیں یہ وعدہ کرنا ہوگا خرم۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں میری جان" خرم نے بڑی محبت سے کہا۔ اس نے نیلم کو اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔

۞......۞......۞

سورج دندانے دار پہاڑوں کے پیچھے جا چھپا۔ زمین اور سمندر پر بہت تیزی سے اندھیرا اتر آیا۔ کچھ دیر بعد ستارے چمکنے لگے۔ آتش فشاں کی چوٹی نارنجی شعلے کی طرح نظر آنے لگی۔ پھر اچانک جیسے کوئی اشارہ ہوا اور مشعلیں جل اٹھیں۔ پہلے ساحل پر پھر اوپر کی طرف جاتے راستے پر محل کی فصیلوں پر۔

خرم عرشے پر آیا تو دوسرے آفیسر یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ سب وردیوں میں تھے۔

پھر کشتیاں اتاری جانے لگیں۔ ہر آفیسر کو اپنے ساتھ ایک کو یوممبر کو لے جانے کی اجازت تھی۔ وہ لوگ الگ کھڑے تھے۔

گائیڈو، خرم کے برابر آ کھڑا ہوا۔ اس نے دھیرے سے کہا "میں بھی پہلی کشتی میں ہوں نواز۔ تمہارے قریب رہنے کی کوشش کروں گا۔"

وہ نیچے اترے اور کشتیوں میں بیٹھ گئے۔

وہ ساحل پر پہنچے تو وہاں ڈولیاں تیار تھیں۔ راستے میں دو رویہ مشعل بردار کھڑے تھے۔ ایک طرف روبن کے تحائف کے خوان تھے۔ وہ غلاموں کے سروں پر رکھ کر لے جانے تھے۔ کچھ بڑے تحفے بھی تھے۔ انہیں کپڑوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ ان میں ایک جیپ بھی تھی۔ کچھ دور محل کے پہرے داروں کا ایک گروہ تھا، جو مقامی لوگوں کو ان کی طرف بڑھنے سے روک رہا تھا۔

ایک کہار نے خرم کا بازو چھوتے ہوئے اپنی ڈولی کی طرف اشارہ کیا۔ خرم بڑے عجیب سے انداز میں ڈولی پر چڑھا۔ ڈولی میں ایک کرسی تھی۔ کرسی پوش ڈیزائن والے ریشمی کپڑے کی تھی۔ ڈولی میں سے مسالوں اور صندل کی خوشبو آرہی تھی۔

پھر کسی نے چیخ کر حکمیہ انداز میں کہا۔ کہاروں نے ڈولی کے باہر نکلے ہوئے ڈنڈے اپنے کندھوں پر رکھے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ خرم کو وہ سواری بے حد عجیب لگی۔ وہ مشعلوں سے اوپر تھا۔ پہاڑ تک راستے کے دونوں طرف مشعل بردار کھڑے تھے۔ ان کے پیچھے عام لوگ تھے۔ مشعلیں بھی خوشبودار تھیں۔ دیہاتی ہنس بول رہے تھے۔ اچھا خاصا ہنگامہ برپا تھا۔ وہ سلطان کے مہمانوں کا تالیاں بجا کر سواگت کررہے تھے۔

پھر اچانک ہی محل کے صدر دروازے پر پہنچ گئے۔ ٹیک کی لکڑی کے دو بہت بڑے ستون تھے، جن پر پھولدار بیلیں لپٹی ہوئی تھیں۔ آرائش میں جو کمی رہ گئی تھی، وہ پرندوں کے پروں سے پوری کی گئی تھی۔ ستون کے دونوں طرف پہرے دار کھڑے تھے۔ انہوں نے ڈولیوں کے اس جلوس کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ آگے بتدریج اوپر کی سمت جاتے ہوئے باغیچوں کا سلسلہ تھا، جس سے انہیں گزرنا تھا۔

خرم یہ سب کچھ بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

ہر کھڑکی اور ہر محراب روشن تھی۔ ہوا خوشبوؤں سے بوجھل تھی۔ دور کہیں

گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ ڈولی میں بیٹھا ہوا خرم خود کو تیرتا محسوس کر رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا، جیسے وہ افیون کی پینک میں کوئی خواب دیکھ رہا ہے۔ وہ کوئی فیصلہ کرنے یا اپنی مرضی سے کچھ کرنے کے قابل نہیں تھا۔

آخر کار وہ خواب ٹوٹ گیا۔ کہاروں نے ڈولی نیچے رکھ دی۔ وہ لوگ نیچے اترے تو انہوں نے خود کو ایک بہت بڑے صحن میں پایا۔ سامنے محل کے دروازے کے سامنے والے قدمچے تھے۔ آخری قدمچے پر وزیر استقبالیہ کمیٹی کے ساتھ ان کا استقبال کرنے کے لیے موجود تھا۔

وہ لوگ آہستہ آہستہ بڑھے۔ ہر آفیسر کا خادم اس کے پیچھے تھا۔ وزیر نے ملاوی زبان میں انہیں خوش آمدید کہا اور محل میں لے گیا۔

دربار بہت وسیع وعریض تھا، جس میں بے شمار ستون تھے۔ آگے ایک چبوترہ تھا، جس پر جواہرات سے مزین شاہی تخت رکھا تھا۔

انہوں نے استعجابیہ نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دربار اتنا بڑا تھا کہ ایک پوری فوج بہ آسانی اس میں سما سکتی تھی۔ درمیانی حصے کے لیے بہت زیادہ روشنیوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ دیواروں کے ساتھ گاؤ تکیے لگائے گئے تھے۔ ہر گاؤ تکیے کے سامنے منقش لکڑی کی ایک چھوٹی میز رکھی تھی۔ ستونوں کے پیچھے سایوں میں بھڑکیلے لباس پہنے خدام احکامات کے منتظر تھے۔ تخت کے بائیں جانب آرکسٹرا تھا۔ انہوں نے کوئی مقامی دھن چھیڑ رکھی تھی۔

جھولتی ہوئی روشنیوں کی وجہ سے تخت آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہا تھا۔ روشنیوں کا زاویہ بدلتا تو اس میں جڑے ہوئے جواہرات چمکنے لگتے۔ چھت سے متعدد فانوس جھول رہے تھے۔

تخت کے داہنی طرف ایک چھوٹا سا دوسرا تخت لگایا گیا تھا۔ اصل تخت کے مقابلے میں اس میں جواہرات بھی کم تھے۔ اسے آسانی سے ادھر ادھر منتقل کیا جاسکتا تھا۔ شاید وہ روبن کے لئے تھا۔

وزیر انہیں تخت شاہی کے سامنے لگے گاؤ تکیوں کی طرف لے گیا۔ وہ سب بیٹھ گئے۔ گائیڈو خرم کے برابر ہی بیٹھا تھا۔

وزیر نے تالی بجائی تو خدام کا ایک گروہ نمودار ہوگیا۔ ان کے ہاتھوں میں چاندی کے چھوٹے طشت تھے۔ چاندی کی طشتریوں میں عجیب سی مٹھائی رکھی تھی۔ نازک شیشے کے جام تھے، جن میں مشروب تھا۔ انہوں نے مودبانہ انداز میں سر جھکا کر مہمانوں کو تعظیم پیش کی اور سامان ضیافت ان کے سامنے رکھ دیا۔

مشروف بیٹھا تھا۔

خرم نے کہا ”یہ روبن کہاں رہ گیا؟“

”گائیڈو نے کندھے جھٹک دیے“ وہ جانزون کے ساتھ آئے گا۔ تمہاری محبوبہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے...... بادشاہوں کی سج دھج کے ساتھ۔ کچھ عجب نہیں کہ وہ مارچ کرتا ہوا آئے اور سلطان کے تخت پر ہی جا بیٹھے۔“ اس نے دانت نکال دیے۔ پھر وہ پلٹا اور اپنے ساتھیوں سے اطالوی زبان میں باتیں کرنے لگا۔ خرم مشروب کے گھونٹ لیتا رہا۔

وہ سوچ رہا تھا۔ اب وہ لٹیروں کے خواب سمجھ سکتا تھا۔ یہ وہ چیز تھی، جو صدیوں سے انہیں اشارے کر کے اپنی طرف بلاتی تھی۔ یہ مور کی شکل کے تخت سلطنت، یہ دیوتا، جن کی آنکھوں میں جواہرات لودیتے تھے، محلوں کے تہ خانوں میں چھپے ہوئے خزانے۔ وہ قوت کے متلاشی تھے...... جواہرات اور دولت میں بڑی قوت ہوتی ہے۔

روبن کو بھی قوت کی ہوس تھی۔ یہ بات اس کے انداز سے ظاہر ہوتی تھی۔ اس کی بدمعاشی، اس کی جرأت، اس کا طنطنہ، اس کا ہر انداز بتاتا تھا کہ وہ مطلق العنانی کا خواہش مند ہے۔ وہ جثے کے اعتبار سے بڑا آدمی تھا۔ وہ ویسے بھی بڑا آدمی بن سکتا تھا۔ لیکن اس کے اندر بے رحمی سفا کی کی حد کو پہنچی ہوئی تھی اور اس کی ذہانت صرف دوسروں کو دھوکا دینے، نقصان پہنچانے اور انہیں اشیا کی طرح استعمال کرنے کی ترکیبوں میں صرف ہوتی تھی۔ ایسے لوگ کبھی بڑے آدمی نہیں بنتے۔

موسیقی اچانک ہی تھم گئی۔ دوبارہ شروع ہوئی تو اس کی لے پہلے سے تیز تھی۔
درباریوں کی آمد شروع ہوگئی۔ فضا سرگوشیوں اور حریری پردوں کی سرسراہٹ سے بھر گئی۔

ایک لمحے بعد وزیر پھر نمودار ہوا۔ اس کے پیچھے روبن، جانزون اور نیلم تھے۔
نیلم اتنی حسین لگ رہی تھی کہ اسے دیکھ کر سانسیں رک رک جاتی تھی۔ وہ روایتی افغان لباس میں تھی۔ گلے میں زمرد کا نیکلس اور ہاتھوں میں زمرد کے کنگن تھے اور اس کی جلد سے جیسے چاندنی چھلک رہی تھی لیکن اس کا چہرہ یوں بے تاثر تھا، جیسے وہ کوئی مورتی ہو۔ صرف اس کی آنکھوں کی چمک اسے جیتی جاگتی عورت ثابت کر رہی تھی۔

روبن اور جانزون نے اسے درمیانی گاؤ تکیے کے پاس بٹھا دیا۔ نیلم نے اپنے چہرے پر باریک نقاب ڈال لی۔

موٹا وزیر تخت کے نیچے منتظر کھڑا تھا۔ پھر نقارے کی آواز ابھری، جو تمام ایوانوں میں گونج کر رہ گئی۔ دربار کے تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے سر جھکے ہوئے تھے۔ آنکھیں بند تھیں۔ موٹا وزیر کارنگ شاروکے سلطان کے دس خطاب دہرا رہا تھا۔ ان میں سلطان کا سب سے بڑا خطاب بھی تھا...... دانائے عالم!

انہوں نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو سلطان تخت کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے محافظ اس کے ساتھ تھے۔ برابر والی کرسی بھی خالی تھی۔ سلطان تخت پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو تمام لوگ بیٹھ گئے۔

وزیر نے روایتی خطاب شروع کر دیا ''اب ہم وہ آواز سنیں گے، جو جلال میں ہو تو طوفانوں سے بڑھ کر ہے، جسے سن کر سوئے ہوئے پہاڑ بھی جاگ اٹھتے ہیں۔ آواز، جو مہربان ہو تو لگتا ہے، منہ سے پھول برس رہے ہیں۔''

سلطان نے کہا ''میں ان اجنبیوں کو اپنی سرزمین پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ جو میرے لوگوں کے لئے دولت اور خوش حالی کا پیغام لائے ہیں۔ وہ دوستوں کی حیثیت سے آئے ہیں اور ہمارے لئے تحفے لائے ہیں۔ لیکن وہ سخاوت میں ہم سے بڑھ نہیں سکتے۔ لہٰذا ہر اجنبی کو ہماری طرف سے تحفہ ملے گا...... دل کو جگمگانے کے لئے ایک انمول

ہیرا، وجود کو مہکانے کے لیے ایک مہکتا پھول۔'' اس نے ہاتھ اٹھایا اور نقارے بجنے لگے۔ ستونوں کی اوٹ سے سات لڑکیاں نکلیں۔ وہ واقعی انمول ہیروں...... مہکتے پھولوں کی طرح تھیں۔ ان کا حسن مکمل تھا۔ ہر لڑکی کے ہاتھ میں ایک تکیہ تھا جس میں ایک بڑا نگینہ جڑا ہوا تھا۔ ہر لڑکی ایک ایک آفیسر کے سامنے جھک گئی۔ ان میں روبن اور خرم بھی تھے۔ انہوں نے سلطان کا تحفہ پیش کیا اور پھر ہر لڑکی اپنے نئے آقا کے ساتھ بیٹھ گئی۔ یہ اشارہ تھا کہ انہوں نے خود کو اجنبی آقاؤں کے سپرد کر دیا ہے۔

نقارہ پھر بجا اور اس بار روبن اٹھ کھڑا ہوا۔ خرم سحر زدہ سا اسے دیکھتا رہا۔ وہ اس سے نفرت کرتا تھا لیکن اسے سراہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا تھا۔ وہ پورے دربار پر چھایا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے سلطان بھی ہلکا معلوم ہو رہا تھا۔

لمحاتی توقف کے بعد روبن نے رواں ملاوی زبان میں خطاب شروع کیا۔
''میں اس اعزاز پر شکر گزار ہوں، جو دانائے عالم نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو ان نشاط افزا ساعتوں کی شکل میں عطا کیا۔ ہمارے تحائف سلطان کے تحائف کے سامنے بے وقعت ہیں۔ لیکن یہ آنے والے بیش قیمت تحائف نقیب کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ حقیر تحفے نئی دنیا سے آئے ہیں، جہاں عجوبے یوں نمودار ہوتے ہیں، جیسے کسی جادوگر کی انگلی کے اشارے سے آم کے درختوں کی شاخیں بنا موسم کے آموں سے لد جائیں......''

جیسے جیسے وہ بولتا گیا، خدام عقبی دروازے سے اس کے تحائف دربار میں لاتے رہے۔ تخت کے ایک طرف تحائف کا انبار لگ گیا۔

''ان میں ایک بکس ہے آوازوں کا۔'' روبن کہہ رہا تھا۔ ''اس کی مدد سے سلطان اپنے محل میں ساری دنیا کی آوازیں سن سکیں گے۔ ایک مشین ہے، جو انگلی کے ایک اشارے پر پورے محل کو جگمگا دے گی۔ ایک گاڑی ہے، جو دانائے عالم کو جہاں وہ چاہیں گے، بہت جلد پہنچا دے گی۔ اس کے لیے بہت جلد ایک سڑک بنائی جائے گی۔ شاہی فوجیوں کے لئے گنیں بھی ہیں اور شیشے کے وہ ظروف بھی ہیں جو صرف یورپ کے شاہزادے ہی استعمال کر سکتے ہیں۔ سلطان کے حرم کے لئے وہ ریشم و حریر بھی ہے اور

جواہرات بھی۔ محفل کے ہر افسر کے لئے تحفے ہیں......'' وہ کہتے کہتے رکا۔ تمام تحائف آچکے تھے۔ ''اور آخر میں سب سے حسین تحفہ سلطان کے لئے، جو میری بساط میں تھی۔ ایک موتی، جولاثانی ہے۔ یہ ذاتی تحفہ ہے اور میں اسے ذاتی طور پر پوری عاجزی کے ساتھ سلطان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں......'' اس نے نیلم کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا تخت کی جانب بڑھا۔

''خدایا نہیں!'' خرم کی سرگوشی میں دہشت تھی۔ وہ اٹھنے لگا مگر ایک طرف سے جانزون اور دوسری طرف سے گائیڈو نے اسے زبردستی بٹھادیا۔

''خدا کے لئے، اس وقت کوئی گڑ بڑ نہ کرنا۔'' گائیڈو نے لرزیدہ آواز میں اس کے کان میں کہا۔ ''تم کاٹ کر رکھ دیئے جاؤ گے اور لڑکی کا کچھ بھلا نہ ہوگا۔ خود پر قابو رکھو......اس کی خاطر۔''

خرم دوبارہ بیٹھ گیا۔ ان کی انگلیاں اسے اپنے بازوؤں میں گڑتی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ خاموشی اور بے بسی سے نیلم کو باندیوں کی طرح سلطان کے قدموں میں بیٹھتے دیکھتا رہا۔ سلطان نے بازوؤں سے پکڑ کر نیلم کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور اس کی نقاب اتار دی۔

نیلم کے حسن کو دیکھ کر پورا دربار ششدر تھا۔

روبن نے جھک کر سلطان کو تعظیم دی اور الٹے قدموں اپنی جگہ واپس آگیا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں شیطانی چمک تھی۔

خرم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ روبن پر جست لگائے اور اپنے دانتوں سے اس کا نرخرہ ادھیڑ ڈالے لیکن جانزون اور گائیڈو اسے مضبوطی سے جکڑے بیٹھے تھے۔

پھر سلطان کی طرف سے روبن کو تیل کے کنویں کے لیے کھدائی کا اجازت نامہ عطا ہوا اور اس کے ساتھ ہی موسیقی شروع ہوگئی۔ خدام کھانا اور مشروبات سرو کرنے لگے، مسخرے، کرتب باز اور رقاصائیں اپنے ہنر کا مظاہرہ کرنے لگیں۔

لیکن خرم کو یہ سب کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ خاموش بیٹھا پتھرائی ہوئی آنکھوں سے نیلم کو دیکھے جا رہا تھا، جسے سلطان نے اپنے برابر چھوٹے تخت پر بٹھالیا تھا۔

دعوت ختم ہوئی تو خرم نشے میں دھت تھا۔ جیسے تیسے اسے ڈولی میں ڈالا گیا۔ جہاز پر پہنچنے کے بعد گائیڈو نے شاہی تحفے کی مدد سے اس کا لباس تبدیل کرایا اور اسے بستر پر لٹادیا۔

خرم لیٹتے ہی سوگیا۔

◎ ◎ ◎

وہ جاگا تو اس کی حالت تباہ تھی۔ دماغ پر جیسے ہتھوڑے برس رہے تھے۔ زبان اتنی سوج گئی تھی کہ لگتا تھا، منہ میں سما ہی نہیں سکتی۔ کیبن میں دھوپ بھری ہوئی تھی اور تانبے کی سی رنگت والی ایک لڑکی اس کے سرہانے کرسی ڈالے بیٹھی تھی۔

خرم کو سب کچھ یاد آگیا۔ اور یاد آنے کے ساتھ ہی دل پر گھونسا سا لگا۔ اس نے کپڑے بدلے اور لڑکی کو ناشتا اور کافی لانے کے لئے بھیج دیا۔ لڑکی نے ملاوی زبان میں کچھ کہا لیکن وہ جزیرے کی بولی تھی اور پھر روانی کی وجہ سے بھی خرم کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

خرم کو عرشے پر جا کر سامان اتارنے والوں کی نگرانی کرنا تھی اور اس کے بعد صحیح معنوں میں اس کی آزمائش شروع ہوتی۔ دل میں کیسی ہی ٹیسیں اٹھیں، اسے لبوں پر مسکراہٹ سجائے رکھنا تھی۔ اسے روبن کو کامیابی کے بارے میں اور اپنے متعلق بے یقینی کے عذاب میں رکھنا تھا۔ اس کے پاس ترپ کا ایک ہی پتہ تھا۔ اس کے بغیر روبن کو تیل نہیں مل سکتا تھا۔ اب یہ اس پر منحصر تھا کہ وہ اس ترپ کو کیسے استعمال کرتا ہے۔

لڑکی ناشتا لے کر آئی۔ ناشتا اس کے ساتھ رکھ کر مقامی رواج کے مطابق وہ اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

ناشتے کے دوران خرم نے اس سے پوچھا ''تمہارا نام کیا ہے؟''

''ساشا میرے مالک۔''

”خوبصورت نام ہے۔“

”مجھے خوشی ہوئی کہ آپ کو میرا نام پسند آیا۔“

یہ گفتگو مقامی زبان میں ہو رہی تھی۔ خرم ملاوی اچھی خاصی بول لیتا تھا لیکن بولی کی وجہ سے کچھ دشواری ہوتی تھی۔ ”جانتی ہو، تم میری ملکیت ہو؟“ خرم نے پوچھا۔

”ہاں مالک، جانتی ہوں۔“

”کچھ دیر بعد میں مصروف ہو جاؤں گا۔ اس دوران تم میرے کپڑے دھوؤ گی۔ پھر انہیں دوسرے کپڑوں کے ساتھ پیک کر دینا۔ ہمیں یہاں سے جانا ہے۔“

لڑکی نے چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ ”میں مالک کی عورت ہوں۔ مالک کا خیال رکھوں گی اور......“

”ہاں تم میرا خیال رکھو گی۔“ خرم نے جلدی سے کہا۔ پھر اضافہ کیا ”باقی باتیں بعد پر چھوڑو۔ اس وقت ویسے ہی الجھنیں کم نہیں میرے لئے۔“

خرم نے لڑکی کو دھلائی کے کپڑے دکھائے۔ بتایا کہ پیکنگ کیسے کی جاتی ہے۔ پھر اس نے آنکھوں پر سیاہ شیشوں والا چشمہ لگایا اور عرشے کی طرف چل دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی آنکھوں میں کوئی رات کی کہانی پڑھے۔

عرشے پر محل کی طرف دیکھتے ہوئے خرم، نیلم کے متعلق سوچتا رہا۔ چند لمحے بعد روبن اسی طرف آ گیا۔ ”جلدی کام شروع کر دیا تم نے؟“ اس نے کہا۔

”ہاں۔ یہ برسوں کی عادت ہے میری۔“ خرم نے سرد لہجے میں کہا ”دن کا بہترین وقت دوپہر سے پہلے کام ہوتا ہے۔“

”رات لطف آیا؟“

”ہاں۔ بہت لطف آیا۔ خرم نے جبراً مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ خوش تھا کہ اس کی آنکھیں سیاہ شیشوں کے پیچھے چھپی ہوئی ہیں۔

”نیلم کتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔“

”وہ ہے ہی خوبصورت۔“

”تمہیں میرا اسے سلطان کو پیش کرنا برا تو نہیں لگا؟“

”میرا خیال ہے، تم ولد الحرام ہو۔“ خرم نے بے حد نرم لہجے میں کہا ”لیکن یہ بات میں شروع ہی سے جانتا ہوں۔“ اس نے جان بوجھ کر جارحیت کی تھی۔ روبن یوں سمٹا، جیسے خرم نے اسے کوڑے مار دیئے ہوں۔ یہ دیکھ کر خرم کو اطمینان اور خوشی ہوئی۔ وہ پوری طرح اپنے کنٹرول میں تھا۔

”تم میری توقع سے زیادہ سخت جان ہو۔“ روبن نے سرد لہجے میں کہا۔

”یہ ضروری ہے میرے لئے۔ کیونکہ میں ایک مشکل کھیل کھیل رہا ہوں۔ اور ہاں، میرے کام شروع کرنے سے پہلے نیا ایگریمنٹ تیار کر کے مجھے دے دو۔“

”ایک گھنٹے کے بعد وہ تمہیں مل جائے گا۔“

”اور اس پر دستخط کرنے سے پہلے میں تمہارا پاسپورٹ دیکھنا چاہوں گا۔“

اس بار روبن کو شاک لگا۔ ”کیا کہنا چاہتے ہو خرم؟“ اس کی آواز میں خفیف سی لرزش تھی۔

خرم ریلنگ سے ٹک گیا۔ اس نے روبن کو مسکرا کر دیکھا ”میں کسی قانونی دستاویز پر کسی کے جعلی دستخط نہیں چاہتا۔“

روبن بھی حیرت انگیز طور پر مسکرایا۔ ”ٹھیک ہے۔ دستخط سے پہلے میں تمہیں اپنا پاسپورٹ دکھا دوں گا۔ اور کچھ؟“

”ہاں۔ کیپٹن جانز دن...... تمہارے پارٹنر نے میرے سامنے ایک تجویز پیش کی ہے۔“

”کیسی تجویز؟“ روبن اس بار بھی کوشش کے باوجود، خود پر قابو نہیں رکھ سکا۔ وہ اپنی حیرت نہ چھپا سکا۔

”ابھی وہ فیصلہ نہیں کر سکا ہے۔ دو تجویزیں ہیں اس کے ذہن میں۔ پہلی یہ کہ وہ مجھے نقد رقم اور تم سے تحفظ کی گارنٹی کے عوض خرید لے۔ دوسری یہ کہ میں اور وہ مل کر تمہیں راستے سے ہٹا دیں۔ منافع ففٹی ففٹی اور دونوں ہی تجویزیں قابل عمل ہیں۔“

روبن نے اسے بغور دیکھا۔ ''تم نے یہ بتایا کیوں مجھے؟''

''تم نے غلط آدمی پر ہاتھ ڈالا ہے۔ روبن۔ جانزون تمہارے لئے مناسب ہے۔ وہ تمہاری ہر زیادتی برداشت کرسکتا ہے...... کرتا آرہا ہے۔ اس لئے کہ وہ تم سے خوف زدہ ہے۔ میں تم سے خوف زدہ نہیں ہوں۔ میرے پاس ہارنے کو کچھ نہیں اور جیتنے کو بہت کچھ ہے۔ یہ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔''

''تم پہلی ملاقات کے بعد سے اب تک بہت بدلے ہو۔''

''میں تیزی سے سیکھتا ہوں۔'' خرم نے خوش دلی سے کہا۔

روبن چند لمحے کسی گہری سوچ میں ڈوبا رہا۔ پھر وہ خرم کی طرف مڑا۔ ''اگر ہم ایک دوسرے پر اعتبار کرسکیں تو یہ دونوں کے حق میں بہتر ہوگا۔''

''یہ تو ہے، اور جلد ہی وہ وقت آ بھی جائے گا۔'' خرم نے کہا اور پھر موضوع بدل دیا۔ ''چند گھنٹوں میں سامان کا مرحلہ مکمل ہو جائے گا۔ میں ایگریمنٹ ہوتے ہی سائٹ پر جانا چاہوں گا۔ میرا خیال ہے، تم بھی کام کی پروگریس دیکھنے وقتاً فوقتاً آتے رہو گے۔''

''کنواں مکمل ہونے تک ہر روز۔''

''اور اس کے بعد تمہارا منصوبہ مجھے قتل کرنے کا؟''

''میں نے سوچا تھا یہ۔'' خلاف توقع روبن نے بے حد صاف گوئی سے کام لیا ''لیکن اب میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ میں تمہارے ہاتھوں جانزون کو قتل کرانا پسند کروں گا۔''

''پھر جھوٹ بول رہے ہو۔'' خرم نے چھیڑنے والے انداز میں کہا۔

روبن کا چہرہ تمتما اٹھا۔ اس نے غصے سے کہا ''دیکھو نواز......''

''میں نے بھی بہت سوچا ہے اور تمہیں تیل کے ایک قطرے سے بھی محروم رکھنے کے لیے ہر ترکیب آزماؤں گا۔ اس لئے کہ تیل نکلنا میری موت ہوگا۔'' یہ کہہ کر وہ پلٹا اور ایک طرف چل دیا۔

◎ ◎ ◎

دو گھنٹے بعد خرم، گائیڈو کے ساتھ سائیڈ کی طرف جا رہا تھا۔ اس کی جیبوں میں سروے چارٹس کے علاوہ نیا ایگریمنٹ بھی تھا۔ معاہدے کی رو سے اسے فروخت کا 25 فیصد براہ راست اسکاٹ موریسن سے ملنا تھا۔

لیکن اسے اس ایگریمنٹ کے بارے میں کوئی خوش فہمی نہیں تھی۔ دنیا میں کوئی ایسا قانون نہیں تھا، جو کسی جرم میں معاونت کرنے والے کو اس کی ناجائز رقم دلا سکے۔ البتہ یہ دلچسپ حقیقت سامنے آئی تھی کہ روبن کا اصل نام لیسی تھا۔ پاسپورٹ سے اس کے اصلی دستخط کا نمونہ بھی مل گیا تھا۔ پاسپورٹ سے یہ بھی پتا چلا تھا کہ روبن برطانوی شہری ہے۔ پیدائش اس کی پولینڈ کی تھی۔ دس سال پہلے اسے برطانیہ کی شہریت ملی تھی۔ اس کی عمر 48 سال تھی۔

کچھ دیر بعد گائیڈو نے وہ سوال پوچھ ہی لیا، جو کب سے اسے پریشان کر رہا تھا۔ ''تم کیا کرو گے دوست؟''

''کام کروں گا۔'' خرم نے تیز لہجے میں کہا ''کام کروں گا...... اور نیلم کو آزادی دلانے اور روبن کو نیچا دکھانے کا منصوبہ بناؤں گا۔''

گائیڈو نے بے اختیار سیٹی بجائی۔ ''نیلم کو آزادی؟ تمہارا خیال ہے، یہ ممکن ہے؟''

''میں کوشش کروں گا۔''

''لیکن کیسے؟ محل تو تم دیکھ ہی چکے ہو۔ زنان خانہ بالکل الگ ہے اور پھر پہرے دار......''

''میں جانتا ہوں۔'' خرم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''لیکن ہم ان لڑکیوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔'' اس نے ساشا کی طرف اشارہ کیا۔ ''یہ مت بھولو کہ یہ لڑکیاں محل سے آئی ہیں اور محل سے واقف ہوں گی۔''

''یہ بھی یاد رکھنا کہ نواز یہ عورتیں ہیں۔ ان کی مدد کے عوض تمہیں کچھ نہ کچھ ادا کرنا ہوگا۔ ایسے نہ سہی، ویسے سہی۔ اپنی نیلم کو آزاد کرانا ہے تو تمہیں تحفۂ شاہ کو تھوڑی سی

محبت بھی دینا ہوگی۔ تمہیں ضرورت دوستوں کی ہے، رقیبوں کی نہیں۔''

''لعنت ہو!'' خرم غرایا۔

''ایک اور بات۔ نیلم کو صرف محل سے نکالنا ہی کافی نہیں۔ اسے اس جزیرے سے بھی لے جانا ہوگا۔ ورنہ تم دونوں پر تشدد ہوگا اور ظاہر ہے، روبن اپنے جہاز پر تمہیں سفر کرانے سے رہا۔''

''یہ تو ہے۔''

''تو سوچو۔ یاد رکھو کہ تم، نیلم اور میں اس جزیرے پر پھنسے ہوئے ہیں اور جس شخص کے پاس ہمیں یہاں سے نکالنے کا ذریعہ موجود ہے، وہ تمہیں قتل کرنا چاہتا ہے۔''

''میں نے سوچا ہے اس سلسلے میں...... سوچتا رہا ہوں۔ مجھے تو ایک یہ بات سجھائی دیتی ہے۔ ایک نہ ایک دن میں روبن کو قتل کردوں گا لیکن اس سے پہلے میں اس سے ہر چیز چھین لوں گا۔ کیسے؟ یہ مت پوچھو۔ بس میں ایسا کر کے رہوں گا۔''

''میں تمہارے لئے دعا ہی کرسکتا ہوں۔'' گائیڈو نے بڑے خلوص سے کہا۔

''ایک بات بتاؤ۔ یہ انجینئر جو ہے مائیکل، یہ کس طرح کا آدمی ہے؟ یہ میرے بہت قریب رہ کر کام کرے گا۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ میں اس پر اعتبار کرسکتا ہوں یا نہیں۔''

گائیڈو نے کندھے جھٹک دیئے۔ ''تم تو جانتے ہی ہو انجینئروں کو ان کا بس چلے تو کسی انجن سے شادی کر کے چھوٹے چھوٹے انجن پیدا کرنے شروع کردیں۔ مائیکل بھی ایسا ہی ہے۔ گھوڑے جیسا اداس چہرہ ہے اس کا، دو لفظوں سے زیادہ بات نہیں کرتا۔ وہ کس انداز میں سوچتا ہے، کیسے محسوس کرتا ہے، یہ تمہیں خود پتا چلانا ہوگا۔ اگر تم اسے دوست بنانے میں کامیاب ہوگئے تو یہ ہماری مضبوطی ہوگی۔ اس کی مدد کے بغیر جہاز نہیں چلایا جاسکتا۔''

''ٹھیک ہے۔ میں اس پر وقت صرف کروں گا۔'' خرم نے پرخیال انداز میں کہا۔

اب گاؤں پیچھے رہ گئے تھے اور جزیرے کا غیر آباد حصہ شروع ہو رہا تھا۔ وہ

اس علاقے میں پہنچے جہاں ڈرلنگ ہونا تھی۔ وہ مسطح قطعۂ زمین مقامی آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف آلات کا ڈھیر لگا تھا۔

خرم کی ماہر نگاہوں نے گردو پیش کا جائزہ لیا۔ کام کا نکتہ نظر سے وہ بے حد مناسب جگہ تھی۔ وہاں کام کرنا زیادہ دشوار نہیں تھا۔ پہاڑی چشموں کا صاف پانی میسر تھا۔ اچھی لکڑی اور بانس بھی موجود تھے۔ لہٰذا ہٹس کی تیار مشکل نہیں تھی۔ شام کے وقت وہ مزے سے بیٹھ کر سمندر کا نظارہ کرسکتے تھے۔ وہاں مچھر بھی نہیں تھے۔ پہاڑوں پر چڑھ کر محل کا جائزہ بھی لیا جاسکتا تھا۔ ممکن ہے، کبھی نیلم بھی نظر آجاتی۔ اس نے سوچا، وہ گائیڈو سے کہے گا کہ جہاز سے ایک طاقت ور دوربین لادے۔

میرنہا ہاتھ لہراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ ''سینور، مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں آپ نمبر ون ہیں۔ یہ سامان موجود ہے۔ یہ رہے آپ کے مزدور۔ جس چیز کی ضرورت ہو، میرنہا کو حکم کریں۔ حاضر ہو جائے گی۔''

''ٹھیک ہے۔'' خرم نے کہا اور گائیڈو اور مائیکل کی ساتھ سروے کرنے لگا۔

دوپہر تک ابتدائی انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ فرصت ملی تو خرم ایک طرف گائیڈو کے ساتھ کھڑے ہو کر کام کا جائزہ لینے لگا۔ مائیکل مزدوروں سے ڈیرلا مشین نصب کرا رہا تھا۔ انجن فٹ کرنے کے لیے جنگلوں سے درختوں کے لٹھے لا کر کاٹے جا رہے تھے۔ اسٹاف کے رہنے کے لیے ہٹس کی تیاری بھی شروع ہوگئی تھی۔ فریم بنائے جا چکے تھے۔ اب چھتیں ڈالی جا رہی تھیں۔

خرم بڑی طمانیت سے ان سرگرمیوں کو دیکھ رہا تھا۔ یہ تصور بھی ناقابل یقین تھا کہ یہ ایک بڑے جرم...... فراڈ کا سامان ہو رہا ہے۔ ایسا فراڈ، جس میں موت اور تباہی کا قوی تر امکان موجود ہے۔

گائیڈو نے پہاڑی کی طرف اشارہ کیا، جہاں میرنہا اپنی نگرانی میں مزدوروں سے چھتوں کے لئے گھاس کٹوا رہا تھا۔ ''یہ شخص...... میرنہا بھی تمہاری مدد کرسکتا ہے۔ وہ اس علاقے سے واقف ہے۔ اس کی محل تک بھی رسائی ہے۔ اس کے پاس اپنی بوٹ

ہے۔ وہ تاجر ہے۔ وہ تمہیں تیمور لے جاسکتا ہے۔"

"میں اس پر اعتبار نہیں کر سکتا۔" خرم نے سپاٹ لہجے میں کہا" وہ چند سکوں کے عوض اپنی ماں کو بھی بیچ سکتا ہے۔"

"اعتبار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بس تم کسی طرح اسے خوف زدہ کردو۔ جب یہاں ھما کا ہوگا، جو کہ ایک نہ ایک دن ہونا ہے تو یہاں مارا کون جائے گا؟ نہ روبن نہ ہم۔ سلطان کسی کو سزا دینا چاہے گا تو قریب ترین شکار کون ہوگا۔ میرنہا۔ وہی ہمیں یہاں لانے کا ذمے دار ہے۔ اگر تم اس سے مل کر اسے حقائق بتادو اور اسے انعام کا لالچ دو تو وہ تمہارے حلیف بن جائے گا۔ یہاں سے نکلنے کے لئے کشتی بھی مل جائے گی۔"

خرم نے گائیڈو کو بغور دیکھا اور ہنس دیا۔"بہتر ہوگا کہ ہم اپنے کام آپس میں تبدیل کرلیں۔ یہاں تو تم ہی ایک دماغ والے نظر آرہے ہو۔"

"میں باز آیا بھئی۔ تم مجھے کروڑ پاؤنڈ دو، تب بھی میں تمہاری جگہ نہ لوں۔ ہر رات یہی خواب نظر آئے گا کہ کوئی میرا گلا کاٹ رہا ہے۔"

"میں بھی ہر رات یہی کچھ محسوس کرتا ہوں۔" خرم نے پرسکون لہجے میں کہا۔"لیکن میں نے اس کیفیت کو اہمیت دینا چھوڑ دیا ہے۔"

۞ ۞ ۞

سورج غروب ہونے تک ہٹس اور اسٹور ہاؤسز کی تعمیر کا مرحلہ مکمل ہو چکا تھا۔ گائیڈو ریڈیو پیک نصب کرنے کے بعد میرنہا کے ساتھ واپس چلا گیا تھا۔ اس نے خرم کو ریڈیو پیک استعمال کرنے کا طریقہ سمجھادیا تھا۔

گائیڈو رکنا چاہتا تھا لیکن خرم نے اسے منع کر دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ابتدا ہی میں روبن کو اس کے اور گائیڈو کے درمیان قریبی تعلقات کا اندازہ بھی ہو۔ ان کے درمیان رابطے کی جو صورت پیدا ہوئی تھی، وہ کسی قیمت پر اسے خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

خرم اور مائیکل خرم کی ہٹ کے باہر بیٹھے بیئر پی رہے تھے۔ دوسری بوتل آدھی

ہوئی تھی کہ خرم نے گفتگو چھیڑی۔"مائیکل...... ایک بات بتاؤ۔ تم اس سیٹ اپ میں کیسے شامل ہوئے؟ اور اب تک ٹکے ہوئے کیوں ہو؟"

مائیکل نے پائپ کا ایک گہرا کش لیا اور کچھ دیر سوچتا رہا۔"سیدھی سی بات ہے۔" بالآخر اس نے کہا"یہاں میں نمبر ون ہوں۔ کوئی بڑا جہاز ہوتا تو میں نمبر ٹو ہوتا۔ میری تنخواہ بہت اچھی ہے۔ اس کی بڑی اہمیت ہے۔ فلورنس میں میری بیوی اور دو بچیاں ہیں۔ مجھے بچیوں کے مستقبل کی فکر ہے۔ اس لحاظ سے یہ جاب میرے لئے نعمت ہے۔"

"خوش قسمت ہو۔" خرم نے تبصرہ کیا۔

مائیکل نے بیئر کا گھونٹ لے کر چاند کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے الاؤ کے پاس بیٹھی لڑکیوں کی طرف اشارہ کیا اور عجیب سے لہجے میں پوچھا"اس لڑکی کا میں کیا کروں؟"

"یہ فیصلہ تو تمہیں ہی کرنا ہے۔ انجلو۔" خرم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مائیکل بے حد ناخوش نظر آنے لگا۔"مجھے لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں۔ جوانی میں میں خود کو بے وقوف بنا کر، بے وقوف بن کر خوش ہوتا تھا۔ اب بات اور ہے۔ رات محل میں جو کچھ ہوا...... اور جب میں دوسرے افسروں کو قحبہ خانوں کا رخ کرتے دیکھتا ہوں تو مجھے اپنی بیٹیوں کا خیال آجاتا ہے۔ اس کے بعد اس طرح کے تصور سے ہی وحشت ہونے لگتی ہے۔ میں تم پر تنقید نہیں کر رہا ہوں۔ لیکن اپنے لئے......"

"خرم نے سگریٹ نیچے پھینک کر اسے جوتے کی ایڑی سے مسل دیا پھر وہ مسکرایا"میرا معاملہ بھی مختلف ہے مائیکل" اس نے کہا"جب تک تم یہاں ہو، ہم ایک ہی ہٹ میں رہیں گے۔ یوں بھی شرارت سے باز رہوں گا۔ دونوں تختے ایک ساتھ رہ لیں گے۔"

مائیکل کے ہونٹوں میں پہلی بار ایک مسکراہٹ ابھری"بہت بہت شکریہ میرے دوست" اس نے کہا"اب میں ڈھنگ سے کھانا کھاسکوں گا۔"

دونوں ہنس دیے۔خرم نے سوچا، میں بھی ڈھنگ سے کھا سکوں گا اور ایک نیا اتحادی ملنے کا امکان بھی پیدا ہو رہا تھا۔

⊛ ⊛ ⊛

اگلی صبح گائیڈو، میر نہا کے ساتھ باہر تھا کہ گائیڈو نے ریڈیو پر خرم سے رابطہ کیا

''روبن تم سے ملنے آرہا ہے'' اس نے اطلاع دی'' اس نے مجھے؟ موری سن کے لیے ایک ریڈیائی پیغام دیا ہے۔''

''پیغام کیا ہے؟''

''پیغام سنو...... آپریشن شروع ہوگیا ہے۔ نتائج جلد سامنے آنے کی امید ہے۔مزید رپورٹس کا انتظار کرو۔ یہ پیغام میں بھیج چکا ہوں۔''

''شکریہ۔اور گائیڈو! دوربین نہ بھولنا۔''

''شام کو لے آؤں گا اور دوست، پیغام بھیجنے کی پریکٹس کرو۔ میرے لئے سمجھنا بہت مشکل ثابت ہوا ہے۔''

''او کے''

خرم نے پاور کا سوئچ آف کیا، ہیڈ فون اتارے اور سگریٹ سلگالی۔ وہ آپ ہی آپ مسکرانے لگا۔ روبن سے اس کی گفتگو کے ثمرات سامنے آتے نظر آرہے تھے۔

وہ ہٹ سے نکلا اور بے فکری سے سیٹی بجاتا کام کرنے والوں کی طرف چل دیا۔

میر نہا، مزدوروں سے فیول کے ڈرم ایک شیڈ میں رکھوا رہا تھا۔ خرم کو دیکھ کر اس نے دانت نکالے اور فوراً ہی شروع ہوگیا'' ہم تیز کام کر رہے ہیں۔ ہے نا سینور۔ دیکھیے نا...... کام کی شکل بھی نکل آئی ہے۔ لیکن ان مزدوروں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ سینور۔ انہیں مسکراہٹ ضرور دیں لیکن ساتھ ہی مسلسل دوڑاتے بھی رہیں۔ آپ تو مطمئن ہیں نا؟ کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو میر نہا کو حکم کریں۔ فوراً حاضر کردوں گا۔ میں نے مسٹر روبن سے مکمل تعاون کا وعدہ کیا تھا اور میں اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں۔ بزنس

کا پکا ہوں۔''

''تم اچھے جا رہے ہو'' خرم نے سرد لہجے میں کہا'' بس کام جاری ہے۔ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو تمہیں بتا دوں گا۔''

میر نہا نے ہونٹوں پر زبان پھیری اور ادھر ادھر دیکھا۔ پھر اس نے سرگوشی میں کہا'' آ...... آپ مجھے وسکی کی ایک بوتل قیمتاً دے سکتے ہیں سینور؟''

''میں تمہیں ایک بوتل ویسے ہی دے دوں گا۔''

میر نہا نے شکر گزار سے بھرپور تقریر شروع کی لیکن خرم نے اس کی بات کاٹ دی'' مجھے یہ بتاؤ، ہمارے کام میں تمہیں کتنا معاوضہ مل رہا ہے؟''

''تیس پاؤنڈ اسٹرلنگ کے مساوی انڈونیشی روپے'' میر نہا نے کہا'' آپ ہی انصاف سے کہیں سینور۔ یہ بہت کم ہے نا؟''

خرم ہنسنے لگا'' اور تم تجارت بھی تو کرتے ہو۔ یہ بتاؤ، عام طور پر کن علاقوں میں مال لاتے لے جاتے ہو۔''

''البیون، بورو، کافی کٹول اور تیمور۔آپ کہیں تو آپ کو بھی کچھ بزنس دلا دوں۔''

''کیا ہے تمہارے ذہن میں؟''

''یہ مال'' میر نہا نے فیول کے ڈرموں کی طرف اشارہ کیا'' دلی میں یہ سونے کے بھاؤ بکتا ہے اور وہ واحد جگہ ہے، جہاں سے میں فیول خرید سکتا ہوں۔ دور ہونے کی وجہ سے میرا منافع بہت کم ہو جاتا ہے۔ آپ کے پاس ضرورت سے زیادہ فیول موجود ہے۔ میں آپکو اچھی آفر کرسکتا ہوں...... جواہرات کی شکل میں۔ نیلم، زمرد، یاقوت وغیرہ۔ اگر آپ کو میری آفر میں دلچسپی ہو تو میں پتھر دکھاؤں آپ کو۔''

''کسی شام میری ہٹ پر آنا۔ وہاں بات کریں گے۔''

''بہتر سینور'' میر نہا نے کہا اور مزدوروں کی طرف چلا گیا۔ وہ ملاوی میں انہیں گالیاں دے رہا تھا۔ خرم طمانیت سے اسے دیکھتا رہا۔

چند لمحے بعد روبن آتا نظر آیا۔ وہ راجوں مہاراجوں کے انداز میں ایک کھلی ڈولی میں بیٹھا تھا، جسے چھ کہاروں نے اٹھا رکھا تھا۔ خرم نے اپنی سگریٹ ایک طرف اچھالی اور روبن کی طرف بڑھ گیا۔

”بہت خوب نواز“ روبن نے چہک کر کہا ”تم نے بہت تیزی سے آرگنائز کر ڈالا۔ کام شروع بھی ہو گیا۔ کھدائی کب سے شروع کرو گے؟“

”ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا لیکن میرا خیال ہے، ہم ایک ہفتے میں بنیاد تیار کر لیں گے۔“

”ہاں، خرم، ایک بات ہے۔ مجھے افسوس ہے لیکن مجھے مائیکل کو تم سے عارضی طور پر لینا پڑ رہا ہے۔ محل سے پیغام آیا ہے۔ ہم نے سلطان کو تحفے میں ایک جنریٹر دیا تھا۔ اس کی تنصیب اور وائرنگ کا کام......“

”مائیکل تمہیں نہیں مل سکتا“ خرم نے چڑ کر کہا ”اتنے آسان کام کے لئے اتنا اچھا انجینئر کیوں ضائع کرتے ہو۔ یہ کام تو کسی الیکٹریشن کا معاون بھی کر سکتا ہے۔ ایسا کرو، گائیڈو کو بھیج دو وہاں۔ وہ ریڈیو مین ہے۔ وائرنگ کر کے اسے جنریٹر سے کنیکٹ کر سکتا ہے۔ دیکھو روبن، مجھے تمہارے سلطان کی کوئی پروا نہیں۔ میں یہاں کا کام شیڈول کرنا چاہتا ہوں۔ میرے لئے یہ سب سے اہم بات ہے۔ مائیکل یہاں زیادہ ضروری ہے۔“

روبن اس تجویز پر خوش نظر آنے لگا ”ہاں یہ تو ہے۔ حیرت ہے، میں نے خود کیوں نہیں سوچی یہ بات۔ گائیڈو یقیناً یہ کام کر سکتا ہے۔“

دوپہر سے پہلے ہی روبن کے چہرے پر تھکن کے آثار نظر آنے لگے۔ اس نے چیخ کر کہاروں کو بلایا، خرم کو الوداع کہا اور ڈولی میں بیٹھ گیا۔

خرم نے مائیکل کو بلایا ”آؤ...... بیئر پئیں۔“

دونوں بیئر کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتے رہے۔ پھر اچانک خرم نے کہا ”مجھے تمہیں کچھ باتیں بتانی ہیں مائیکل۔ طویل کہانی ہے۔“

اس نے مائیکل کو نیلم کے بارے میں بتایا۔ پھر سلطان کے جنریٹر کے سلسلے میں پیغام بتایا اور یہ بھی بتایا کہ کس طرح اس نے روبن کو قائل کیا کہ وہ محل میں گائیڈو کو بھیج دے ”امکان ہے کہ محل میں گائیڈو کسی نہ کسی طرح نیلم سے رابطہ کر لے گا۔ کچھ نہیں تو محل کا نقشہ اور خاص طور پر زنان خانے کی لوکیشن تو سمجھ ہی لے گا۔ آج شام وہ آئے گا تو میں اس کے ساتھ پہاڑ پر جا کر دیکھوں گا کہ وہاں سے محل کس حد تک دیکھا جا سکتا ہے۔ آئندہ چند روز میں، میں پہاڑ پر زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہتا ہوں۔ تم کام کی نگرانی کر سکتے ہو؟ کیمپ کا انتظام چلا سکتے ہو؟“

”یہ کوئی مسئلہ نہیں“ مائیکل نے کہا ”لیکن میرے خیال میں تمہیں اس سے آگے کی سوچنا چاہئے۔“

”میں جانتا ہوں۔ لیکن میں دور کی نہیں سوچ سکتا۔ میرے پاس جو پتے ہیں، صرف انہی کی مدد سے کھیلنا ہے مجھے۔ سب سے بڑا مسئلہ نیلم کو محل سے نکالنے کے بعد اس جزیرے سے فرار کا ہے۔“

مائیکل نے بیئر کا گلاس نیچے رکھا اور اپنا پائپ بھرنے لگا پھر اس نے دھیرے سے کہا ”میر نہا کے پاس ایک بوٹ ہے۔“

”لیکن میں یہ سب کچھ اسے نہیں بتا سکتا۔“

”اس کی ضرورت بھی نہیں۔ تم نے بتایا ہے کہ وہ تم سے فیول خریدنا چاہتا ہے۔ اس سے کہو کہ تم یہ کام کھلے عام نہیں کر سکتے۔ اس سے کہو کہ اپنی بوٹ بندرگاہ سے ہٹائے اور کھاڑی میں لے جائے۔ تم کبھی کبھار اسے ایک دو ڈرم فیول دیتے رہو گے۔ وہ مزید کے لالچ میں بوٹ وہیں کھڑی رکھے گا۔ یوں تیار بوٹ تمہارے اختیار میں ہو گی۔ تم جب چاہو، اسے استعمال کر سکو گے۔“

”واہ...... کیا سجھایا ہے تم نے۔ بات بن گئی۔ میں کسی مقامی آدمی سے کشتی کرائے پر لے لوں اور رات کو مچھلیاں پکڑنے میں دلچسپی لوں تو لوگ مجھے کھاڑی کے کی اطراف میں دیکھنے کے عادی بھی ہو جائیں گے۔ واہ۔ آؤ...... ایک اور بوتل بیئر کی اس

خیال کے نام۔"

"میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ میں اب جا کر کام کی نگرانی کروں گا۔" مائیکل نے ہنستے ہوئے کہا۔

خرم اپنی ہٹ میں چلا گیا اور کاغذ پنسل لے کر در پیش مہم کا خاکہ بنانے میں مصروف ہو گیا۔

ساشا آئی اور اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ وہ اسے متوقع نگاہوں سے تک رہی تھی۔ خرم بے دھیانی سے اس کا سر تھپتھپاتا رہا۔ وہ اپنا سر اس کے گھٹنوں پر ٹکا کر بیٹھ گئی۔ کوئی بیس منٹ بعد خرم کے ذہن پر اچانک طلوع ہوا کہ یہ لڑکی بھی اس کی حلیف ہی ہے...... بلکہ شاید سب سے اہم حلیف!

اس نے ساشا کو اٹھایا اور اپنے سامنے میز پر بٹھالیا۔ وہ کسی گڑیا کی طرح پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتی اور مسکراتی رہی۔

"تم محل میں کیا کرتی تھیں؟" خرم نے نرم لہجے میں اس سے پوچھا۔

"میں سلطان کی عورتوں کی خدمت کرتی تھی۔ کوئی بیمار ہوتی تو اس کی دیکھ بھال کرتی۔ ان کا دل بہلانے کے لئے رقص کرتی۔"

"تم بھی سلطان کی عورتوں کی طرح بند رہتی تھیں؟"

وہ اس کی بے خبری پر ہنس دی "نہیں۔ پابندی صرف سلطان کی عورتوں کے لئے ہے۔ ہم باندیاں آزاد ہیں۔ کہیں بھی آجا سکتی ہیں۔"

"اور سلطان کے علاوہ کوئی مرد اس کی عورتوں کے پاس نہیں جا سکتا؟"

"ہاں۔ دروازے پر پہرے دار ہوتے ہیں۔ کوئی مرد وہاں چلا جائے تو فوراً ہی ختم کر دیا جائے گا۔"

"تو سلطان کی عورتوں کے محبوب نہیں ہوتے؟"

ساشا کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھیل گئیں "ارے نہیں۔ کون ہے۔ جو اذیت ناک موت کا خطرہ مول لے گا؟"

"کیا مطلب؟"

"سلطان کی عورت بے وفائی کرے تو پہلے تو اسے اور اس کے محبوب کو طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی ہیں۔ ایک دوسرے کی آنکھوں کے سامنے۔ پھر انہیں ایک ساتھ آگ والے پہاڑ گورنگ میراپی میں پھینک دیا جاتا ہے۔"

خرم لرز کر رہ گیا۔ واقعی یہ سزا تو بڑے سے بڑے محبت کرنے والے کو محبت سے دور رکھ سکتی ہے۔ پھر اسے نیلم کا خیال آیا۔ اس پر ان عورتوں کے درمیان کیا گزر رہی ہوگی۔ اسے روبن پر غصہ آنے لگا۔ بد بخت نے نیلم کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

ساشا الجھن بھری سوالیہ نگاہوں سے اسے تک رہی تھی۔

اچانک ہی خرم کو ایک خیال سوجھ گیا۔ اس نے کہا "سلطان کو جو عورت پیش کی گئی، وہ میرے ایک دوست کی بہن ہے۔"

ساشا خوش ہو کر تالیاں بجانے لگی۔ خرم حیران رہ گیا۔ "تب تو تم دونوں ہی خوش قسمت ہو۔ سلطان کی عورت بننا بہت بڑا اعزاز ہے۔"

"نہیں۔ ہم ایسا نہیں سمجھتے اور وہ وہاں تڑپ رہی ہوگی۔ وہ سلطان کے حرم میں نہیں جانا چاہتی تھی۔ میں اس تک ایک پیغام پہنچانا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ جوابی پیغام بھی مجھے مل جائے اگر مجھے یہ علم ہو جائے کہ وہ محل میں خوش ہے تو میں بھی یہاں خوش رہ سکوں گا۔ تم اس سلسلے میں کوئی مشورہ دے سکتی ہو مجھے۔"

"میں تمہاری خاطر پیغام رسانی کر سکتی ہوں۔"

"یہ ممکن ہے؟"

"کیوں نہیں۔ محل سے اسی طرح خبریں آتی جاتی ہیں۔ پہرے دار ہمیں جانتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے آنے جانے پر معترض نہیں ہوتے۔"

"اوہ۔"

"اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ محل میں خوش ہے تو تم میرے ساتھ خوش رہ سکو گے؟" ساشا نے سادگی سے پوچھا۔

اس لمحے خرم کو اندازہ ہوگیا کہ اس لڑکی کو حلیف بنانا اتنا آسان بھی نہیں۔ معاملہ بہت پیچیدہ تھا۔ ورنہ وہ کسی بڑی مصیبت میں پھنس سکتا تھا۔

❁....❁....❁

خرم نے دوربین آنکھوں سے لگا کر اسے فوکس کیا۔ دھندلا منظر صاف ہونے لگا۔ وہ اونچی دیوار کے پیچھے پائیں باغ کا جائزہ لے رہا تھا۔ فوارہ چل رہا تھا۔ باغ میں کوئی عورت نہیں تھی۔ یہ الگ بات کہ اونچے درختوں نے انہیں اوٹ میں لے رکھا ہو۔ ویسے وہ اپنے بھڑکیلے ملبوسات کی وجہ سے فوراً ہی نظر آجاتیں۔ اس نے سوچا، ممکن ہے تھوڑی دیر بعد باغ میں چہل پہل شروع ہو۔ اس نے پوزیشن بدلی اور پہاڑی کی سرسبز ڈھلان کا جائزہ لینے لگا، جو اس وقت اس کے اور محل کی دیوار کے درمیان حائل تھی۔

جب نیلم کو محل سے نکالنے کا وقت آتا تو اسے یہی راستہ اختیار کرنا تھا۔ کیوں کہ عام راستے میں تو پہرے دار رکاوٹ بن جاتے اور صورت حال کا تقاضہ تھا کہ وہ نیلم کو اس طرح محل سے نکالے کہ اس کا پتا کافی دیر میں چلے۔

وہ درمیانی ڈھلان کا جائزہ لیتا رہا۔ وہاں کوئی راستہ، کوئی پگڈنڈی نہیں تھی۔ اس طرف سے کوئی محل کی طرف جاتا ہی نہیں تھا۔

خرم نے دوربین رکھی اور ہتھیلیوں سے آنکھیں ملنے لگا ”ہمیں انتظار کرنا ہوگا“ وہ بڑبڑایا۔

”ذرا آرام سے میرے دوست“ گائیڈو نے کہا ”پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ کل کیا کرنا ہے۔“

خرم چٹان سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا پھر اس نے گائیڈو کو تفصیل سے ہدایات دیں۔ آخر میں اس نے کہا ”دیکھو گائیڈو، یہ حصہ اہم ترین ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ تم نیلم سے رابطہ کیسے کرو گے۔ رقعہ دینے کا خطرہ تو مول لیا نہیں جاسکتا لیکن تمہیں کسی طرح اسے یہ بتانا ہے کہ ہم اسے محل سے نکالنے کی کوشش کررہے ہیں اور اسے محل کے اس طرف نظر رکھنا ہوگی اور جیسے ہی میری طرف سے پیغام ملے، کیسے بھی ہو، اسے بغیر کسی

جھجک کے اس کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔“

”یہ میں اسے گا کر بتادوں گا۔“ گائیڈو نے پرمزاح لہجے میں کہا۔

”یہی سب سے اچھی صورت ہے۔“ خرم نے تیزی سے کہا ”اور خدا کے لئے انگیریزی زبان میں گانا، اطالوی میں نہیں۔“

”تم نے مجھے دکھ پہنچایا ہے دوست“ گائیڈو نے زخمی لہجے میں کہا ”اطالوی زبان محبت کرنے والوں کی زبان ہے۔ مجھے جو شاہی تحفہ ملا ہے، اب تو وہ ابھی اطالوی کچھ کچھ سمجھنے لگا ہے اور ہاں، ایک بات اور۔ جانزون نے مجھے تمہارے لئے پیغام دیا تھا۔ وہ صبح یہاں آئے گا اور تم سے ملاقات کرے گا۔“

”حیرت ہے۔ وہ کیا چاہتا ہے مجھ سے؟“

خرم نے ایک بار پھر دوربین آنکھوں سے لگا کر پائیں باغ کا جائزہ لیا۔ دیوار کی بلندی دس سے بارہ فٹ تک تھی اور نیچے جنگل کے درختوں تک دیوار کے اوپر سے پچاس فٹ کے قریب فاصلہ ہوگا۔ اسے طے کرنے کے لئے رسی اور آنکڑا ضروری تھا۔ اندر داخل ہونے کی نسبت باہر نکلنا آسان تھا۔ اندر ایک بڑا درخت تھا، جس کی شاخیں موٹی تھیں اور اتنی نیچی تھیں کہ باغ کی سطح تک جھکی ہوئی تھیں۔

اچانک خرم کو باغ میں رنگوں کا جھماکا سا نظر آیا۔ ایک لمحے بعد رنگ نمایاں ہوئے۔ وہ بھڑکیلے لباس پہنے دو وجود تھے۔ وہ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے فوارے کی طرف آرہے تھے۔ خرم نے دوربین گائیڈو کی طرف بڑھاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا ”انہیں دیکھو گائیڈو اور بتاؤ کہ یہ مرد ہیں یا عورتیں۔ اتنے فاصلے سے سب ایک جیسے لگتے ہیں کیوں کہ خدام بھی عورتوں کے سے رنگا رنگ اور بھڑکیلے لباس پہنتے ہیں۔“

”میں مرد اور عورت کے معاملے میں کبھی دھوکا نہیں کھاسکتا۔“ گائیڈو نے بڑے یقین سے کہا۔ اس کے لہجے میں شوخی بھی تھی۔ اس نے دوربین آنکھوں سے لگائی ”یہ عورتیں ہیں۔ دو اور آرہی ہیں لیکن نیلم نہیں ہے ان میں۔“

”تو ہمارا خیال درست ہے“ خرم نے سنسنی آمیز لہجے میں کہا ”یہ زنان خانے

کا پائیں باغ ہے۔ اب ہمیں یہ پتا تو چل گیا کہ نیلم کہاں ہوگی۔"

وہ دیر تک باری باری دور بین سے پائیں باغ کو کھنگالتے رہے۔ عورتیں آتی جاتی رہیں لیکن انہیں ایک بار بھی نیلم نظر نہیں آئی۔ کافی دیر ہوگئی تو وہ کیمپ کی طرف واپس چل دئے۔

اس رات کھانے کے بعد میر نہا آ گیا۔ مائیکل نے معنی خیز نگاہوں سے خرم کو دیکھا اور اپنا پائپ بھرتا ہوا ہٹ سے چلا گیا۔ دونوں لڑکیاں بیڈ پر بیٹھی متجس نگاہوں سے خرم اور میر نہا کو دیکھتی رہیں۔

میر نہا نے جواہرات میز پر لیمپ کی روشنی میں بکھیر دئے۔

خرم نے الٹ پلٹ کر پتھروں کو دیکھا۔ پتھر بے حد خوب صورت تھے۔ لیکن خرم نے اپنے انداز سے دلچسپی ظاہر نہ ہونے دی۔ اس نے بے پروائی سے پوچھا "ان کی کیا قیمت ہوگی؟"

میر نہا نے دانت نکالتے ہوئے کہا "تین سو گیلن مناسب رہے گی...... یعنی تیس ڈرم۔"

"تین سو" خرم نے قہقہہ لگاتے ہوئے پتھروں کو اس کی طرف دھکیل دیا "تم مجھے بے وقوف سمجھتے ہو؟"

"چلئے بیس ڈرم سہی۔"

"پندرہ پر بن سکتی ہے بات۔ میں نے کہا...... بن سکتی ہے" خرم نے تنبیہی انداز میں انگلی اٹھاتے ہوئے کہا "اس لئے کہ اس کام میں خطرہ ہے۔ روبن کو پتا چل گیا تو ہم دونوں ہی مارے جائیں گے۔ میرا روزگار جاتا رہے گا اور تم منافع اور فیول دونوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ دس گیلن کا ایک ڈرم ہے۔ اس طرح لے جا سکو گے کہ کسی کو پتا بھی نہ چلے؟ جب کہ روبن خود جہاز پر موجود ہوگا۔"

"میں رات کے وقت لے جا سکتا ہوں۔"

"ناممکن۔ ڈرلنگ شروع ہوگئی تو کون جانے، رات کو کتنی دیر تک کام ہوا کرے

گا۔ ایک یہ صورت ہے اس کی۔ اپنی بوٹ کو بندرگاہ سے ہٹاؤ اور کسی کھاڑی میں رکھو۔ پھر رات کو کسی وقت آؤ اور ایک دو ڈرم لے جاؤ اور یہ بھی ہر روز ممکن نہیں۔ ڈرلنگ شروع ہونے کے بعد ہماری موٹریں دن رات چلا کریں گی۔ میں نہیں چاہتا کہ فیول کے ڈرم کم ہوتے محسوس ہوں۔"

میر نہا خوش نہیں ہوا۔ "ان جواہرات کے بدلے صرف پندرہ ڈرم......؟"

"تم بھی جانتے ہو اور میں بھی کہ اس میں کم منافع نہیں ہوگا تمہیں۔" خرم نے مسکراتے ہوئے کہا "اس میں آدھے تو بے کار ہیں۔ باقی آدھے بیچنے میں مجھے کچھ زیادہ نہیں ملے گا۔ چور بازار میں۔"

اچانک ریل گاڑی جیسی آواز سنائی دی اور ان کے قدموں تلے زمین لرزنے لگی۔ لڑکیاں چلائیں۔ لیمپ جھولتا رہا اور گرتے گرتے بچا۔ پھر آواز بھی معدوم ہوگئی اور زمین بھی ٹھہر گئی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"زلزلہ تھا" میر نہا نے کہا "کبھی کبھی آجاتے ہیں۔ یہ علاقے زلزلے کی پٹی میں ہے" اس نے ہونٹوں پر زبان پھیری اور کچھ توقف کے بعد کہا "کبھی تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ آتش فشاں جاگے گا اور ہم سب کو جہنم میں پہنچا دے گا۔"

"بہت رجائیت ہے تمہاری اس سوچ میں" خرم نے طنز کیا۔ پھر وہ دروازے تک گیا۔ باہر تاریکی تھی "مائیکل، تم خیریت سے ہو؟" اس نے پکارا۔

"میں خیریت سے ہوں اور میرے خیال میں فریم ورک کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ صبح اچھی طرح چیک کریں گے۔" مائیکل نے جواب دیا۔

واقعی...... اچھا انجینئر ہے۔ خرم نے تلخی سے سوچا۔ انجنوں کے بارے میں ایسے سوچتا ہے، جیسے وہ اس کی اولاد ہوں۔ وہ پلٹ کر نیچے گرے ہوئے قیمتی پتھر سمیٹنے لگا۔

"کل......" میر نہا نے بے تابی سے کہا "میں کل اپنی بوٹ کو کسی کھاڑی میں لے جاؤں گا۔ پھر ہم بزنس شروع کرویں گے۔"

"ٹھیک ہے۔لیکن یاد رکھنا، میں اس سلسلے میں بہت تیز نہیں بھاگوں گا۔تھوڑا تھوڑا کر کے دوں گا فیول۔"

"اور اگر تیل نکل آیا تو صورت حال اور بہتر ہو سکتی ہے۔" میر نہا پر امید لہجے میں کہا۔

"ہاں...... ایسا ہو گیا تو میں تمہیں تیل میں نہلا دوں گا" خرم نے خوش دلی سے کہا۔

❁...❁...❁

اگلا دن بے حد طویل تھا۔خرم تندہی سے کام میں مصروف رہا۔اس نے نیلم کے بارے میں سوچنے سے گریز کیا لیکن ہر لمحے وہ یہ سوچتا رہا کہ گائیڈ محل میں کیا کر رہا ہوگا۔

دوپہر میں اس نے کافی کے ساتھ صرف پاپے کھائے اور صرف بیس منٹ کے بعد واپس کام پر آ گیا۔

تین بجے کے قریب جانزون اس سے ملنے آیا۔

خرم اسے سنسان گوشے میں لے گیا اور درخت کے لٹھے کی طرف اشارہ کیا "بیٹھو۔لو سگریٹ پیو۔"

جانزون کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور وہ پسینے میں نہایا ہوا تھا "میں نے وعدے کے مطابق بہت سوچا ہے نواز اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہم مل کر ساتھ چل سکتے ہیں۔"

"آفر کیا ہے تمہاری؟"

"ہم پارٹنر شپ میں کام کریں گے اور روبن کو راستے سے ہٹا دیں گے۔اس کی موت کے بعد ففٹی ففٹی۔یہ تمہارا ہی آئیڈیا تھا۔یاد ہے؟"

خرم ہنسنے لگا...... ہنستا چلا گیا۔

جانزون نے غصے اور الجھن سے اسے دیکھا "اگر اس میں کوئی مذاق کا پہلو نکلتا ہے تو مجھے بھی بتاؤ۔مجھے بھی ہنسنا آتا ہے" اس کے لہجے میں برہمی تھی۔

"ہاں جانزون، تم لطیفہ بن گئے ہو۔"

"کیسے؟"

"یہی تجویز میرے سامنے روبن نے بھی رکھی ہے کہ میں اور وہ مل کر تمہیں راستے سے ہٹا دیں۔"

جانزون کے چہرہ ست گیا اور نگاہوں سے خوف جھلکنے لگا۔وہ ایک جہاز کا کیپٹن تھا۔جان دار تھا لیکن اندر سے وہ بزدل آدمی تھا۔اس نے لرزیدہ آواز سے پوچھا "سچ کہہ رہے ہو تم؟"

"ہاں۔اس نے کہا ہے کہ میں تمہیں قتل کر دوں" خرم نے سرد لہجے میں کہا "تمہاری موت کے بعد تمہارا حصہ مجھے مل جائے گا۔"

"لیکن تم اس پر اعتبار نہیں کر سکتے۔تم جانتے ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے۔وہ بیک وقت ہم دونوں سے چھٹکارا پا لے گا۔ہم دونوں ایک دوسرے کو ختم کر دیں گے۔آخر میں سب کچھ اس کا۔"

"میں یہ بھی جانتا ہوں" خرم نے تلخ لہجے میں کہا "لیکن مجھے اپنا خیال رکھنا خوب آتا ہے میرے لئے تو یہ شروع ہی سے زندگی اور موت کا کھیل ہے۔اسی لئے میں تم دونوں میں سے کسی کا ساتھ نہیں دے رہا ہوں۔میں آزاد ہی بھلا" خرم کے ہونٹ بھنچ گئے اور آنکھوں میں سختی جھلکنے لگی "دو دن پہلے میں تمہیں دوست بنا سکتا تھا لیکن اب یہ ممکن نہیں۔تم جانتے تھے کہ وہ نیلم کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔لیکن تم نے مجھے نہیں بتایا۔تم نے اس ظلم کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں کی۔اب لطیفہ یہ ہے کہ تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ تم پر گولی کون چلائے گا۔میں یا روبن۔اب تم فوراً میرے کیمپ کی حدود سے نکل جاؤ۔ہم بہت مصروف ہیں۔"

❁...❁...❁

گائیڈ وسورج ڈھلے واپس آیا اور محل کے ایڈونچر کے متعلق بتایا۔"میں نے کہا کہ مجھے محل میں موٹر اور جنریٹر کی تنصیب کے لئے مناسب جگہ تلاش کرنا ہے۔پھر میں

نے ہال میں وائرنگ کی۔ اس دوران میں بلند آواز میں گاتا رہا۔ پہلے تو عورتیں مجھے
پاگل سمجھیں۔ پھر ہنسنے لگیں۔ میں نے فوراً ایک گیت بنایا...... ایک مشہور دھن پر۔ وہ
گیت ایک لڑکی کے لئے تھا، جو ہر رات اندھیرا ہونے کے بعد پائیں باغ میں جاتی ہے
اور سامنے والی پہاڑ کی طرف دیکھتی ہے کہ اس کا محبوب آئے گا اور ٹارچ سے اسے
اشارہ دے گا، بس۔ پھر میں نے کہا کہ ایک روز...... کسی بھی دن اسے ایک پیغام ملے گا
اور اس رات ٹارچ تین بار روشن ہوگی۔ یہ اس بات کا اشارہ ہوگا کہ اسی رات ایک گھنٹے
بعد اس کا محبوب اسے لے جانے کے لئے آئے گا۔ اسے قریبی درخت پر چڑھنے کے
لئے تیار رہنا ہوگا۔ دیوار پر اسے اپنے محبوب سے ملنا ہوگا۔

''میں نے یہ گیت بار بار گایا اور اتنے زور سے گایا کہ میری آواز یقیناً ہمارے
جہاز تک گئی ہوگی۔''

''کاش ایسا نہ ہوا ہو'' خرم نے کہا ''خیر...... پھر کیا ہوا۔ کوئی جواب ملا؟''

''مجھے نہیں معلوم کہ تم اسے کیا کہو گے'' گائیڈو نے مسکراتے ہوئے کہا ''لیکن
جیسے ہی میں خاموش ہوا، پردوں کے پیچھے سے ہنسنے اور باتیں کرنے کی آوازیں آنے
لگیں۔ کچھ دیر بعد ایک بچی سرخ پھول ہاتھ میں لئے میرے پاس آئی اور بولی۔ یہ اس
شخص کے لئے ہے۔ بچی کو خود بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے میں نے تار
جوڑے، لائٹس آن کیں اور ان لوگوں کو بتایا کہ جنریٹر کیسے کام کرتا ہے لیکن میں جانتا
ہوں کہ ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا۔ پھر انہوں نے میرے لئے ڈولی منگوادی۔ مگر
میں نے ڈولی واپس بھجوادی اور پیدل ہی یہاں چلا آیا۔ کہو کیا خیال ہے؟''

''زبردست۔ بہت دن بعد میں نے کوئی اچھی خبر سنی ہے۔ مائیکل، اس شخص کو
جام بنا کردو۔ میں بہت خوش ہوں۔''

''ایک بات اور'' گائیڈو نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت چمک رہی
تھی۔ ''یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ سب سچ ہے......'' اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا
اور مسلا، مرجھایا ہوا ایک سرخ پھول نکال اور خرم کی طرف بڑھا دیا ''میرا خیال ہے،

یہ تمہارے لئے تھا۔ میری آواز اتنی خوبصورت نہیں...... خاص طور پر انگریزی میں
گاتے ہوئے۔''

''شکریہ دوست'' خرم کی آواز فرط جذبات سے لرز رہی تھی۔ ''اچھا، اب کام
کی باتیں ہوجائیں۔''

''وہ تینوں میز کے گرد سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ خرم نے انہیں تفصیل سے بتایا کہ
جس دن کنواں مکمل ہوگا، اس دن کیا ہوگا...... اور کیسے ہوگا۔

❁......❁......❁

تین دن بعد ڈرلنگ شروع ہوگئی۔

روبن اس موقع پر باقاعدہ تقریب کرنا چاہتا تھا۔ سلطان اور اس کے
درباریوں کی دعوت کرنا چاہتا تھا۔ وہ ہر چیز میں ڈرامے کا عادی تھی۔ اس کی خواہش تھی
کہ شمپین کی بوتلیں کھولیں، جھاگ اڑیں اور موٹریں آن کی جائیں اور مشینیں مٹی نکالنا
شروع کردیں۔

لیکن خرم نے اس آئیڈیے کو سختی سے مسترد کردیا۔

روبن نے تیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔ پھر کندھے جھٹک دیئے۔ ''تمہاری
مرضی۔ تم باس ہو یہاں لیکن وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا بات ہے۔ تم فکر مند ہو کچھ؟''

''بالکل ہوں'' خرم نے کہا۔ وہ روبن کو سکون کا ایک لمحہ بھی نہیں دینا چاہتا
تھا۔ وہ ہر لمحے اسے پریشانی اور تشویش میں مبتلا رکھنا چاہتا تھا۔ ''کسی بھی وقت کوئی بھی
زلزلہ پورے کنویں کو الٹ پلٹ کر رکھ دے گا اور ہمیں پھر کھدائی کرنا پڑے گی۔ زلزلہ
شدید ہوا تو ہمارا سامان بھی کنویں میں دب سکتا ہے۔''

''روبن منہ بنا کر پلٹ گیا۔ خرم مسکرا دیا۔ اب روبن کو پنکھوں کی ہوا میں بھی
پسینہ آتا رہے گا۔ اس کام میں کامیابی کی کوئی ضمانت نہیں تھی۔ جب کہ وہ بھاری سرمایہ
کاری کرچکا تھا۔ بدمعاشی میں یہی کچھ ہوتا ہے۔ بھاری...... بہت بھاری منافع کا
امکان ہوتا ہے لیکن بے یقینی کی صورت حال آدمی کو السر تک بھی پہنچا دیتی ہے۔ خرم یہ

بات خوب جانتا تھا۔ وہ خود بھی اس کھیل میں شامل تھا۔

سو کام شروع ہو گیا۔ اس موقع پر خرم، مائیکل، گائیڈو، روبن، لڑکیوں اور مزدوروں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ مشین اوپر کی نرم مٹی نکال کر باہر پھینک رہی تھی۔ کچھ دیر وہ یہ تماشا دیکھتے رہے۔ پھر خرم انہیں ہٹ میں لے گیا۔ اس نے سب کے لئے گلاسوں میں مشروب انڈیلے اور پھر سرد لہجے میں کہا ”اب یہ انتظار کا کھیل ہے۔ تم تشویش میں مبتلا رہو گے لیکن مجھ سے کم اور میں نہیں چاہتا کہ مجھ پر اس کام کے سوا کسی بھی طرح کا کوئی بوجھ ڈالا جائے۔ مائیکل ہر تیسرے دن آ کر موٹریں چیک کرے گا۔ گائیڈو صبح شام ریڈیو پر مجھ سے بات کرے گا۔ اگر مجھے شپ پر سے کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو اسے جلد از جلد بھجوانا تمہاری ذمے داری ہوگی۔ اس کے علاوہ مجھے تنہا چھوڑ دو۔“

”ٹھیک ہے۔ لیکن تمہیں یہاں طویل عرصے تک رہنا ہوگا۔“

”کیا تم رات بھی کام کرو گے؟“ جانزون نے پوچھا۔

”میں تو نہیں، لیکن پلانٹ کام کرتا رہے گا۔ تم رات کو جہاز سے یہاں کی روشنیاں دیکھنا اور سوچنا کہ تم لاکھوں کمانے والے ہو۔“

”یہ مت بھولو کہ تمہیں بھی لاکھوں ملیں گے“ روبن نے سرد لہجے میں کہا۔

”میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ میں تو ہر وقت ان کے تصور میں کھویا رہتا ہوں“ خرم نے نرم لہجے میں کہا۔

❁ ❁ ❁

رات ہوئی تو وہ پہاڑ کی طرف چل دیا، جہاں سے اس نے اور گائیڈو نے محل کے پائیں باغ کا جائزہ لیا تھا۔ اس کے گلے میں دوربین لٹک رہی تھی۔ جیب میں ٹارچ موجود تھی۔ وہ تیز قدموں سے چل رہا تھا۔ وہ وقت کا اندازہ لگانا چاہتا تھا۔

جائزہ لینے والے مقام تک پہنچنے میں اسے 23 منٹ لگے۔

وہ دو بڑے پتھروں کی اوٹ میں لیٹ کر دوربین کی مدد سے پائیں باغ کا جائزہ لیتا رہا۔ محل میں روشنی تھی لیکن پائیں باغ اور اس سے متصل ایوان

میں تاریکی تھی۔

اس نے جیب سے ٹارچ نکالی اور اس کا رخ پائیں باغ کی طرف کر کے اسے روشن کر دیا۔ ٹھیک ایک سیکنڈ بعد اس نے ٹارچ بجھا دی۔ پھر وہ دھڑکتے دل سے ردعمل کا انتظار کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد پائیں باغ میں ایک جگنو سا چمکا اور فوراً ہی بجھ گیا، جیسے کوئی خواب رہا ہو لیکن بہرحال اسے جواب مل گیا تھا۔ نیلم کو پیغام مل گیا تھا۔ اس نے جواب بھی دیا تھا...... گائیڈو کی دی ہوئی ٹارچ کے ذریعے اب وہ آخری پیغام کا انتظار کرے گی۔

اس نے دوربین آنکھوں میں لگائی اور محل کی دیوار اور اپنے درمیان کی سرسبز ڈھلان کا جائزہ لیا۔ فاصلہ ڈیڑھ میل کے لگ بھگ ہوگا۔ لیکن وہاں تک راستہ کوئی نہیں تھا۔ درمیان میں گھنا جنگل اور بے شمار بیلیں تھیں۔ وہ اس میں یقیناً چھپ جاتا۔ اسے سمت کی درستی ناپنے کے لئے صرف زمین کے اتار چڑھاؤ سے مدد مل سکتی تھی۔ اس کے لئے پریکٹس کی ضرورت تھی۔ اسے یہ فاصلہ بار بار طے کرنا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے لئے راستہ سا بن جاتا۔ پھر وقت بھی سمٹنے لگتا فاصلہ طے کرنے کا۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اپنے ذہن میں راستے تعین کرنے کی کوشش کی۔ پھر وہ چل دیا۔ ایک منٹ بعد جیسے جنگل نے اسے نگل لیا۔

اسے وہ تکلیف دہ مسافت طے کرنے میں 80 منٹ لگے اور اس کا جسم پسینے میں شرابور ہو گیا۔ پھر اسے احساس ہوا کہ وہ اپنے ہدف سے سو فٹ ہٹ کر دیوار کی طرف آیا ہے اوپر پہرے دار تھا، جو اپنی بندوق سے اسے بہ آسانی نشانہ بنا سکتا ہے وہ جلدی سے دوبارہ جھاڑیوں میں گھس گیا۔ پندرہ منٹ بعد وہ اس گھنے درخت کی طرف نکلا، جسے اس نے منتخب کیا تھا۔

وہ کچھ دیر کھڑا سن گن لیتا رہا۔ صورت حال دور سے جتنی اچھی نظر آ رہی تھی، قریب سے دیکھنے پر اس سے بہتر محسوس ہوئی۔ اندر کی طرف فاصلہ دس فٹ سے زیادہ نہیں تھا۔ درخت کی شاخیں اتنی نیچی تھیں کہ آدمی آسانی سے ان کی مدد سے اوپر چڑھ

سکتا تھا۔

وہ اپنے اندر ابھرنے والی، اسی وقت کچھ کرگزرنے کی خواہش سے لڑتا رہا۔ نیلم کتنا قریب تھی لیکن وہ اس تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

اس نے گھڑی میں وقت دیکھا اور پلٹ کر پھر جنگل میں گھس گیا۔اب واپسی کا مرحلہ درپیش تھا۔

وہ کیمپ واپس پہنچا تو ساشا اسے ہٹ کے باہر بیٹھی ملی۔اس کی نگاہوں میں خوف تھا۔خرم کو احساس ہوا کہ وہ چار گھنٹے کیمپ سے دور رہا ہے۔اس نے کپڑے بدلے اور بستر پر لیٹ گیا۔ساشا مائیکل کے بستر پر لیٹ گئی۔

رات دو بار زلزلے کے ہلکے سے جھٹکے آئے۔صبح اس نے دیکھا، کنویں کا ڈھانچہ سلامت تھا۔کھدائی پہلی چٹانی تہہ تک پہنچ چکی تھی۔اگلے چند روز میں خرم کے معمولات طے ہوگئے۔وہ صبح سویرے اٹھتا، ندی میں نہاتا، پھر ہٹ میں واپس آتا، جہاں ساشا اسے ناشتا دیتی۔پھر گائیڈو سے ریڈیو پر بات ہوتی۔دونوں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔

گڑھا گہرا ہوتا گیا۔ساتھ کے ساتھ کیسنگ بھی ہوتی رہی۔یہ کیسنگ ایک طرح سے لکڑی کی شٹرنگ ہوتی ہے۔خرم اندر سے نکلنے والی مٹی کے نمونے چیک کرتا رہا۔

رات کو وہ پہاڑ پر جاتا اور نیلم کو سگنل دیتا۔جوابی سگنل بھی اسے ہر بار ملا۔پھر وہ وقت کا حساب رکھتے ہوئے جنگل میں گھس کر پائیں باغ کی دیوار اور اپنے مطلوبہ درخت تک جاتا اور واپس آتا۔چھ بار کی مشق کے بعد یہ طے ہوگیا کہ اسے جانے اور آنے میں ڈھائی گھنٹے لگتے ہیں۔

رات کو جب کبھی میر نہا فیول لینے آتا تو خرم اس کے ساتھ کھاڑی تک جاتا اور ایک گھنٹا مچھلی کا شکار کھیلتا۔اس نے میر نہا کو وسکی کی مزید دو بوتلیں دی تھیں۔سو اب اس کے لئے جھاڑیوں میں چھپی ایک چھوٹی کشتی ہر وقت موجود رہتی تھی۔

مائیکل ہر تیسرے دن آتا۔تمام موٹروں کی ٹیوننگ کرتا اور الیکٹریکل سرکٹ چیک کرتا۔اس نے ایک نیا دوست بنالیا تھا۔وہ ایک نوجوان ڈیک آفیسر تھا، جس کا نام آرٹورو تھا۔فیصلہ کن جنگ میں انہیں اس کی ضرورت پڑتی۔باقی شپ پر سرگرمیاں معمول کے مطابق تھیں۔روبن زیادہ وقت اپنے کیبن میں گزارتا۔وہ یا تو مطالعہ کرتا یا خرم کی رپورٹوں کا جائزہ لیتا۔لڑکیاں تفریح سے زیادہ بوجھ محسوس ہونے لگی تھیں۔

مائیکل کا یہ خشک رپورتاژ سن کر خرم مسکرایا۔وہ جانتا تھا کہ اس اعصاب شکن انتظار میں روبن کو بار بار غصہ آتا ہوگا۔خرم کا بس چلتا اور کوئی سوئچ ہوتا غصے کا تو اس کے غصے کو انتہا کو پہنچا دیتا......اس مقام تک جہاں وہ غصہ خود روبن کو چاٹ جاتا۔

لیکن ایک خوف سبھی کو لاحق تھا۔اس سے ہر شخص پریشان تھا...... اور وہ تھا آتش فشاں کا خوف۔ان کی آمد کے بعد سے آتش فشاں کی گڑگڑاہٹ میں واضح طور پر اضافہ ہوا تھا۔ایک سے زائد بار خرم کوئی خوف ناک خواب دیکھ کر جاگا، جس میں آتش فشاں پھٹ پڑا تھا اور پگھلی ہوئی موت کا رنگ سارو پر برسنے لگی تھی۔محل میں کہرام برپا تھا اس کے باوجود نیلم کی پکار بے حد واضح تھی۔وہ اسے مدد کے لئے بلا رہی تھی۔اور خرم کو نادیدہ ہاتھوں نے جکڑ رکھا تھا۔

بالآخر ایک شام کو خرم کے سامنے مٹی کا تازہ ترین نمونہ پیش کیا گیا۔یہ مٹی سیاہ اور مسام دار تھی۔خرم نے اسے ٹٹولا تو اس کی انگلیوں میں سیاہ سا دھبہ رہ گیا۔خرم دیر تک اسے دیکھتا رہا۔اس کے ہونٹ بے آواز ہل رہے تھے۔دل گویا حلق میں دھڑک رہا تھا۔وہ جانتا تھا یہ کیا ہے۔وہ یہ چیز پہلے بھی بار ہا دیکھ چکا تھا اور اس کا مطلب سمجھتا تھا۔

ڈرلز نے ایک مسام دار چٹانی تہہ کو توڑا تھا۔عام طور پر تیل کے ذخیرے کے اوپر ایسی تہہ ہوتی ہے کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ یہی آئل بیڈ ہوتا ہے۔

اب سطح کو پوری طرح توڑنا تھا۔اس کے لئے کیسنگ کو بہت نیچے تک اتارنا تھا۔اس کے ساتھ اسٹیل جیکٹ والی گولیاں بھی ہوتیں۔انہیں برقی رابطے کے ذریعے

فائر کیا جاتا تو اوپر خول ٹوٹتا اور تیل ابلتا، اچھلتا ہوا نکلتا...... فوارے کی صورت میں۔

سروے درست ثابت ہوئے تھے۔ روبن کا کھیلا ہوا داؤ کامیاب رہا تھا۔

کارنگ سارو میں تیل تھا۔

اگلے روز کنویں کو مکمل ہو جانا تھا۔ تیل کا کنواں!

اس شام سورج غروب ہونے کے بعد بھی خرم اپنے عملے سے اسی طرح کام لیتا رہا، جیسے کوئی دیوانہ کوچ بان گھوڑوں کو چابک مار مار کر تھکن کے باوجود دوڑاتا ہے۔

اسٹیل کی گولیاں فائر کرنے کے لئے کیسنگ میں فٹ کردی گئیں۔ فیوز تیار کردئے گئے۔ کیسنگ کو دھیرے دھیرے نیچے اتارا گیا۔ پھر خرم نے اپنی ہٹ تک تار بچھوائے اور کنٹیکٹ باکس بھی ہٹ میں اپنے بیڈ کے نیچے رکھوالیا۔

اس کے بعد اس نے مزدوروں کو چھٹی دے دی اور خود دیر تک کھڑا آسمان کو دیکھتا رہا۔ کل!

اس رات اس نے ریڈیو آن کیا، کانوں پر ہیڈ فون لگائے۔ چند لمحے بعد گائیڈو کا سگنل موصول ہوا۔ اس نے کپکپاتی انگلیوں سے حروف کی چابیاں دبائیں...... کل وقت آگیا ہے۔ مائیکل کو خبردار کردو۔ تم شام سے پہلے ہی آجانا۔ کسی سے کچھ بھی نہ کہنا۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔'

''میں سمجھ گیا، گائیڈو کا جواب موصول ہوا۔

خرم جانتا تھا کہ اب وہ گائیڈو پر پوری طرح انحصار کرسکتا ہے۔

وہ میز کے سامنے بیٹھا۔ اس نے ٹائپ مشین پر کاغذ چڑھایا اور بڑی دیدہ ریزی سے لیٹر ٹائپ کرنے لگا۔ اسے دو طویل اور ایک مختصر دستاویز تیار کرنا تھی۔

کام مکمل کرنے کے بعد اس نے ٹائپ شدہ دستاویزات کو بڑی نفاست سے تہ کرکے اپنے تکئے کے نیچے رکھ لیا۔ پھر اس نے ریوالور نکالا اور اسے تیل دینے کے بعد اس کے میکینزم کو چیک کیا۔ ریوالور بہترین کنڈیشن میں تھا۔ اس نے ریوالور کو لوڈ کرکے اس کا سیفٹی کیچ آن کیا اور اسے بھی دستاویزات کے ساتھ تکئے کے نیچے رکھ لیا۔

کل!

وہ بری طرح تھک گیا تھا۔ اس کے دماغ میں بھن بھن سی ہورہی تھی۔ ہاتھ لرز رہے تھے اور جسم تھکن سے چور تھا۔ وہ نہانے کی غرض سے ندی کی طرف چل دیا۔ ساشا اس کے پیچھے آرہی تھی۔

وہ نہا کر نکلا تو ساشا نے تولئے سے اس کا جسم پونچھا۔ وہ یوں چل رہا تھا، جیسے سوتے میں چل رہا ہو۔

ہٹ میں پہنچ کر خرم نے بڑے محتاط انداز میں، بڑی وضاحت سے ساشا کو بتایا کہ اگلے روز اسے کیا کرنا ہے۔ ''تمہیں کل محل جانا ہے۔ زنان خانے میں جانا اور عورتوں کو ''صاحب لوگوں'' کے ساتھ گزرنے والی زندگی کی دلچسپ کہانیاں سنانا۔ پھر بچوں کے سے انداز میں نیلم سے کہنا...... آج رات...... روشنیوں کے تین اشارے، انتظار...... عمل کی رات پھر سہ پہر سے پہلے واپس آجانا اور مجھے بتانا کہ نیلم تک پیغام پہنچ گیا ہے یا نہیں۔ سمجھ گئیں؟''

ساشا نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ اس کے باوجود خرم بار بار اسے وہ پیغامات یاد کراتا رہا اور اسے دہرانے پر مجبور کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اسے اطمینان ہوگیا کہ ساشا کو پیغام لفظ بہ لفظ یاد ہوگیا ہے۔ وہ بستر پر لیٹتے ہی سوگیا۔

اگلی صبح وہ میر نہا کو اپنی ہٹ میں لایا اور اسے بتایا کہ وہ اس سے کیا چاہتا ہے۔ میر نہا کی آنکھیں پھٹ گئیں اور منہ ایسے کھلا کہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

''اور اگر تم غروب آفتاب تک یہاں نہ پہنچے تو میں گائیڈو کو ریوالور دے کر تمہارے پیچھے دوڑا دوں گا۔ سمجھ گئے؟''

''سمجھ تو گیا لیکن آپ اتنے یقین سے کیسے......؟''

''مجھ سے زیادہ یقین کسے ہوگا۔'' خرم نے سخت لہجے میں کہا۔ ''اب تم جاؤ اور غروب آفتاب تک واپس آجانا۔ میں تمہارے ذریعے ٹیپ پر ایک پیغام بھجوانا چاہتا ہوں......''

چار بجے کے قریب ساشا واپس آئی۔ وہ زنان خانے میں گئی تھی۔ سلطان کی عورتوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا اور اس کے گرد جمع ہو کر کیمپ کی کہانیاں سنتی رہی تھیں۔ اس نے نیلم کے سامنے بچوں کے سے انداز میں پیغام دہرا دیا تھا۔ دوسری تمام عورتیں اس کی بچوں کی نقالی پر ہنس دی تھیں۔ حالانکہ ان کی سمجھ میں ایک لفظ بھی نہیں آیا تھا۔

نیلم نے اسے خوشبو میں بسا ایک رومال دیا تھا۔ رومال کے کنارے پر سرخ لپ اسٹک سے پیغام لکھا تھا۔ خرم، جلدی آنے کی کوشش کرنا، زیادہ سے زیادہ غروب آفتاب کے دو گھنٹے بعد تک آ جانا۔

خرم یہ پڑھ کر مسکرایا۔ غروب آفتاب کے دو گھنٹے بعد تو نیلم یہاں پہنچ چکی ہوگی۔ اور وہ روبن اور جانزون کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ شیڈول میں کسی گڑ بڑ کا احتمال نہیں تھا۔ بس روبن اور جانزون کا وقت پر پہنچ جانا شرط تھا۔

پانچ بجے تک اس نے مزدوروں کی چھٹی کر دی۔ دس منٹ بعد سائٹ سنسان ہوگئی۔ ساڑھے پانچ بجے میر نہا آیا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اور وہ بہت ناخوش دکھائی دے رہا تھا۔

خرم نے بیٹھ کر روبن کے نام ایک مختصر رقعہ لکھا۔

آج ڈرلنگ سائٹ پر اہم میٹنگ ہے۔ جانزون کو لے کر فوراً پہنچو خوش خبری منتظر ہے۔

رقعہ تہہ کر کے اس نے میر نہا کو دے دیا ”تم یہاں سے گائیڈو کی گھڑی دیکھ کر ٹھیک چھ بجے چلو گے۔“ اس نے ہدایت دی۔ ”عام رفتار سے چلے تو سات بجے سے پہلے جہاز پر پہنچ جاؤ گے۔ تیز نہ چلنا۔ جلدی نہ کرنا۔ ٹائمنگ میں ذرا سی گڑ بڑ بھی ہوئی تو سب کے سب مارے جائیں گے۔ سمجھ گئے؟“

چھ بجنے میں بیس منٹ پر خرم خود پہاڑ کی طرف چل دیا۔ اس کی جیب میں ٹارچ بھی تھی اور ریوالور بھی۔ دوربین گلے میں جھول رہی تھی۔ کندھے پر کوہ پیاؤں کی

طرح اس نے مضبوط رسی کا لچھا اٹکایا ہوا تھا، جس کے ایک سرے پر ہک لگا تھا۔ مائیکل نے وہ ہک خاص طور پر اس کے لئے بنایا تھا اور ہک پر ربر کی ٹیوب چڑھا دی تھی تاکہ آواز پیدا نہ کرے۔

وہ آبزرویشن پوسٹ پر پہنچا تو اندھیرا ہو چکا تھا۔ آتش فشاں کی چوٹی دہکتی محسوس ہو رہی تھی۔ زلزلے کا ہلکا سا جھٹکا آیا۔ ارد گرد کی پہاڑیاں لرزتی محسوس ہوئیں اور پھر سناٹا چھا گیا۔ آتش فشاں کی چوٹی نے آگ سی اگلی...... اور پھر صرف دھواں رہ گیا۔

وہ دونوں چٹانوں کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں دوربین اور دوسرے میں ٹارچ تھی۔ بہت احتیاط سے، جیسے رائفل سے نشانہ لے رہا ہو، اس نے ٹارچ کا رخ محل کی دیوار کی سمت کیا اور ٹارچ جلائی، پھر بجھائی، پھر جلائی، پھر بجھائی اور تیسری بار جلا کے بجھا دی۔ اسے فوراً ہی جوابی اشارہ ملا۔ تین بار جگنو سے چمکے۔ وہ روشن اشارے اس کی امید کی طرح کمزور اور موہوم سے تھے۔

اس نے ٹارچ جیب میں ڈالی اور ڈھلان سے ہوتا ہوا جنگل میں داخل ہو گیا۔ راستہ اب اس کے لئے پہلے کی نسبت جانا پہچانا اور کم دشوار تھا۔ پھر بھی دیوار تک پہنچتے پہنچتے وہ ہانپ گیا۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ یہ پورا فاصلہ اس نے چالیس منٹ میں طے کیا تھا۔

وہ دھیرے دھیرے ڈھلان پر چلتا گھنے درخت کی طرف بڑھا۔ زمین پر پھسلن بہت تھی اس لئے احتیاط سے چلنا پڑ رہا تھا۔

اس نے ہک کو تھامتے ہوئے رسی کو کھولنا شروع کیا۔ پہلی بار رسی اچھالی لیکن بہت زیادہ احتیاط برتی تھی۔ ہک اس کے قدموں میں آ گرا۔ دوسری کوشش میں ہک دیوار میں پھنس گیا مگر جب اس نے دباؤ ڈالا تو دیوار کا کونہ جھڑ اور کنکر سے برس پڑے۔ وہ بڑے پتھروں کی اوٹ میں دبک گیا۔

تیسری کوشش کامیاب ثابت ہوئی۔ اس نے ہک کو اچھی طرح آزمایا۔ اس

باریک مضبوطی سے پھنسا تھا۔ اس نے بڑی احتیاط سے دیوار پر چڑھنا شروع کیا۔ اوپر پہنچ کر وہ چند لمحے دیوار سے لٹکا دوسری طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے پتوں کے درمیان خود کو چھپالیا۔

ایک لمحے بعد......اس کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔

سلطان خود پائیں باغ میں موجود تھا۔ اس کے ساتھ نیلم بھی تھی۔ اب وہ پیچھے بھی نہیں ہٹ سکتا تھا کہ کہیں نیلم اس کی موجودگی سے بے خبر واپس ہی نہ چلی جائے۔

سلطان اور نیلم فوارے کے پاس ٹہل رہے تھے۔

خرم وہیں لٹکا رہا۔ وہ اوپر نہیں چڑھ سکتا تھا۔ بلکہ ہل بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی آہٹ سلطان کو شک میں مبتلا نہ کردے۔ لٹکے لٹکے اس کے بازو دکھنے لگے۔ جسم سے پسینہ پھوٹ پڑا۔ خود کو چیخنے سے روکنے کے لئے اس نے اپنے ہونٹوں میں دانت گاڑ دئے۔ گھڑی کی ٹک ٹک اسے خبردار کررہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وقت اور توانائی دونوں اس کے ہاتھ سے پھسلے جارہے ہیں۔

پھر سلطان کی چہل قدمی موقوف ہوگئی۔ سلطان واپس جانے کے لئے پلٹا مگر کچھ سوچ کر واپس آیا۔ چند لمحے اس نے نیچی آواز میں نیلم سے کوئی بات کی۔ نیلم تفہیمی انداز میں سرہلاتی رہی۔

پھر سلطان چلا گیا۔ نیلم باغ میں اکیلی رہ گئی۔

خرم نے دیوار پر چڑھ کر چند لمحے اپنی سانسیں درست کیں پھر اس نے سیٹی بجائی۔ نیلم چونکی اور اس نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک نظر ادھر ادھر دیکھنے کے بعد وہ درخت کی طرف بڑھی۔ "یہ تم ہو خرم؟" اس نے سرگوشی میں پوچھا۔

"ہاں۔ میں ہوں گڑیا۔ جلدی کرو۔ درخت پر چڑھ جاؤ۔"

وہ اسے نچلی شاخوں کو پکڑ کر چڑھتے دیکھتا رہا۔ اسے ڈر تھا کہ شاخوں کے ٹکرانے کی آواز کسی نے سن لی تو لمحہ بھر میں سب اکٹھا ہوجائیں گے۔ ہنگامہ ہوجائے گا۔ وہ ذرا اوپر چڑھی تو وہ رسی پکڑ کر کچھ نیچے آگیا اور اس کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ وہ

بڑے اعصاب شکن لمحے تھے۔

بالآخر اسے دیوار سے پتوں کے درمیان سے جھانکتا نیلم کا چہرہ نظر آیا۔

"کود جاؤ۔ میں تمہیں تھام لوں گا۔" اس نے کہا۔

نیلم ایک لمحے ہچکچائی لیکن اس نے چھلانگ لگا دی۔ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ وہ پھسلواں زمین پر لڑھکنیاں کھاتا چلا گیا۔ پھر وہ سنبھل کر اٹھا اور نیلم کا ہاتھ تھام کر اسے جنگل میں لے گیا۔ بات کرنے، احوال پوچھنے کی فرصت ہی نہیں تھی۔

انہوں نے آدھے میل کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ نیلم تھکن سے ہانپنے لگی۔

خرم نے اس کے دونوں ہاتھ چومے اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا "اب فکر کی کوئی بات نہیں۔ ہم ساتھ ہیں۔ ہے نا؟"

نیلم نے اثبات میں سرہلادیا۔

خرم نے اسے اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور جانے پہچانے راستے پر چل دیا کچھ دیر بعد نیلم کی توانائی بحال ہوگئی تو وہ ضد کرکے نیچے اتر گئی۔ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلتے رہے۔

وہ کیمپ پہنچے تو روبن اور جانزون کی آمد میں دس منٹ باقی تھے۔

گائیڈ نے انہیں دیکھا تو ہنستا پاؤں پٹختا، اپنی زبان میں جانے کیا کیا بکتا اور ان دونوں کی پیٹھ تھپکتا رہا۔ ساشا کھڑی انہیں ہمدردی سے دیکھتی رہی۔ کیونکہ ان کے کپڑے پھٹ گئے تھے اور وہ دونوں بے حد تباہ حال لگ رہے تھے۔

"بس اب تماشا ختم کرو۔" خرم نے گائیڈ اور ساشا کو ڈانٹا۔ "وقت کا بھی کچھ اندازہ ہے تمہیں؟ ساشا، تم نیلم کو ہٹ میں لے جا کر اس کا ہاتھ منہ دھلاؤ، کپڑے بدلواؤ۔ اپنے کپڑے دے دو اسے۔" پھر وہ نیلم کی طرف مڑا۔ "سوری گڑیا، میں چاہتا ہوں، روبن آئے تو تم کسی ملکہ کی سی شان سے اس کے سامنے آؤ۔ اور دیکھو، ڈرنا مت، بہادری سے کام لینا۔ وہ تو اپنی دانست میں تمہیں دفنا ہی چکا ہے۔"

"میں تیار رہوں گی خرم۔" نیلم نے سر اٹھا کر کہا۔ پھر وہ بڑی خوداعتمادی سے

ہٹ کی طرف چل دی۔

''گائیڈو، جب تک میں تمہیں نہ بلاؤں، ہٹ میں ہی رہنا۔''

''جو حکم دوست۔''

''اور باکس میں تار جوڑ دو۔''

''وہ تو میں جوڑ بھی چکا۔ دوازے کے پاس ہی رکھا ہے۔ یہی چاہتے تھے نا تم؟''

''ہاں۔ اور میرے پاس جو جواہرات ہیں، وہ ساشا کو دے دو۔ اس سے کہنا، جب ہم بوٹ کی طرف جائیں تو وہ مجھے دے دے۔

ٹھیک ہے نواز۔ اور کچھ؟''

''ہاں گائیڈو۔'' خرم کی آواز بے حد شیریں ہوگئی اور لہجہ بے حد نرم۔ ''ان کی آمد پر ایک چھوٹی سی تقریب ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی خطرہ مول نہ لیا جائے۔ روبن کوئی معمولی سی حرکت بھی کرے تو اسے شوٹ کر دینا۔ ہچکچانے کی ضرورت نہیں۔''

''مجھے خوشی ہوگی اسے شوٹ کر کے۔''

''خرم مسکرایا اور ہٹ میں چلا گیا۔ ہاتھ منہ دھونے اور لباس تبدیل کرنے میں اسے تین منٹ لگے۔

روبن اور جانزون آئے تو وہ ہر طرح سے ان کے لئے تیار تھا۔ اس کے ہونٹوں کے درمیان سگریٹ دبی تھی اور آنکھوں میں فاتحانہ چمک لہرا رہی تھی۔

''کہو نواز؟'' روبن نے اپنی مخصوص باریک آواز میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں امید تھی۔ ''تمہارے پیغام میں خوشخبری کا تذکرہ تھا۔ ہمیں امید ہے کہ تم نے بلاوجہ ہمیں ڈنر سے محروم نہیں کیا ہوگا۔''

''میرا خیال، تم اس خبر کے لئے سو ڈنر قربان کر سکتے ہو۔'' خرم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''آؤ بیٹھ جاؤ۔''

وہ انہیں ہٹ میں لے گیا۔ اور انہیں اس طرح بٹھایا کہ ان کا رخ ہٹ کے دروازے کی طرف تھا۔ وہ اسے متجسس نگاہوں سے دیکھ رہے تھے خرم مسکرایا۔ پھر اس

نے ڈرامائی انداز میں کہا۔ ''آپ لوگوں کے لئے خوش خبری ہے تیل نکل آیا ہے۔ کنواں تیار ہے۔''

''مائی گاڈ!'' روبن کے منہ سے یہ الفاظ چیخ کی صورت میں نکلے۔

''سچ کہہ رہے ہو؟'' جانزون کی آواز سرگوشی سے مشابہ تھی۔ ''سامنے کب آئے گا؟''

''بس میں ایک لیور دباؤں گا اور تم تین تک گنو گے، ممکن ہے، پانچ تک گننا پڑ جائے۔ پھر تم دنیا کا سب سے شان دار نظارہ دیکھو گے۔ سیاہ، گندہ تیل فوارے کی شکل میں اچھلے گا اور ستاروں تک جاتا محسوس ہوگا۔ اب بتاؤ، کیا یہ سن کر تم لوگوں کو خوشی ہوئی ہے؟''

''بہت زیادہ اتنی کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔'' روبن نے کہا۔

''لیکن تیل دکھانے سے پہلے میں تمہیں کچھ اور بھی دکھانا چاہتا ہوں۔''' خرم نے کہا'' ایک ایسی چیز جو، جو میرے لئے دنیا بھر کے تیل کے کنوؤں سے بیش قیمت ہے۔'' اس نے ہاتھ بلند کیا اور چیخ کر پکارا۔ ''گائیڈو!''

ایک لمحے بعد گائیڈو، نیلم کے ساتھ ہٹ میں داخل ہوا۔

جانزون حیرت سے منہ پھاڑے نیلم کو دیکھے جا رہا تھا۔ روبن تو اپنی کرسی سے اچھل پڑا تھا۔

''بیٹھ جاؤ روبن۔'' خرم نے نرم لہجے میں کہا'' بیٹھ جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں ختم کر دوں گا۔''

روبن نے اس کے ہاتھ میں ریوالور اور آنکھوں میں اپنی موت دیکھی تو صابن کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

نیلم کھڑی، شاہانہ انداز میں اسے دیکھتی رہی۔ اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب، خوبصورت سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

''تم پاگل ہو گئے ہو؟'' روبن اپنی باریک آواز میں چلایا۔ ''تمہارا دماغ چل گیا

ہے۔اب کسی بھی لمحے محل میں نقارے پٹیں گے اور پورا جزیرہ دشمن فوج کی طرح ہم پر آپڑے گا۔"

"میں جانتا ہوں۔" خرم نے کہا۔" میں نے اس سلسلے میں سوچا بھی ہے۔گائیڈو، ان دونوں سے ریوالور لے لو۔"

گائیڈو تیزی اور ہوشیاری سے حرکت میں آیا۔ لمحے بھر بعد اس کے ہاتھوں میں دو ریوالور تھے۔

خرم مسکرایا۔"تو تم مجھے قتل کرنے والے تھے۔ اس اعتبار سے میرا کام اور آسان ہو گیا۔اخلاقی نکتہ نظر سے بھی۔"

"سنو نواز......"

"شٹ اپ روبن۔" خرم غرایا۔اس کی مسکراہٹ معدوم ہو چکی تھی۔ ہونٹ بھنچ گئے تھے۔" گائیڈو انہیں کور کئے رکھو۔ ذرا بھی حرکت کریں تو شوٹ کر دو۔"

"بے فکر رہو۔ایسا ہی ہوگا۔" گائیڈو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

خرم نے کوٹ کی جیب سے قلم اور وہ کاغذات نکالے، جو اس نے رات بڑی محنت سے تیار کئے تھے۔اس نے کاغذات میز پر روبن کے سامنے رکھ دیئے۔"پہلی دو دستاویزات پر دستخط کر دو پلیز۔"

روبن نے نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔"کس چیز پر دستخط کرانا چاہتے ہو مجھ سے؟"

"پہلی تو تمہاری وصیت ہے۔، جس پر گواہ کی حیثیت سے گائیڈو اور مائیکل دستخط کریں گے۔اس کے مطابق تمہاری تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کی وارث نیلم ہوگی......سوائے پناما کے، جو مجھے ملے گا۔اس لئے کہ تم رقم کے علاوہ بھی میرے مقروض ہو اور وہ ایسے قرض ہیں، جن کی ادائیگی ممکن نہیں۔ دوسری دستاویز ایک اعتراف ہے۔ اس کے گواہ بھی وہی ہوں گے اس میں تم نے دس جولائی کو جکارتہ میں پولیس کیپٹن راکا کو زہر دے کر قتل کرنے کا اعتراف کیا ہے۔"

"پاگل ہو گئے ہو تم۔میں ان پر دستخط نہیں کروں گا۔" روبن نے کہا۔

خرم نے گھڑی میں وقت دیکھا۔"نہیں کرو گے تو پانچ سیکنڈ بعد گائیڈو تمہیں اور جانزون کو شوٹ کر دے گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ مرنے سے پہلے میں تم سے پھر بھی دستخط کرا لوں گا۔"

"اور اگر میں دستخط کر دوں؟"

"تو میں تمہیں تیل کا کنواں دوں گا اور تم دونوں پناما پر واپس بھی جا سکتے ہو۔"

"اب میں سمجھ گیا۔تم سچ مچ پاگل ہو گئے ہو۔" روبن نے کہا۔"کوئی بھی وصیت اس وقت تک کارآمد نہیں ہوتی، جب تک وصیت کرنے والا مر نہ جائے۔"

"تم خود کو اس وقت زندہ سمجھ رہے ہو؟" خرم نے نرم لہجے میں کہا۔"تم مر چکے ہو روبن لیکن تمہیں یہ بات معلوم نہیں۔بہر حال، اب میں گنتی شروع کر رہا ہوں۔ ایک......دو......"

"روبن......دستخط کر دو......خدا کے لئے۔" جانزون گڑگڑایا۔وہ پسینے میں نہا گیا تھا۔

"......تین......چار......"

"پین دو مجھے۔"

"روبن، اب میں تمہارے دستخط پہچانتا ہوں۔" خرم نے کہا"لہٰذا سوچ سمجھ کر دستخط کرنا۔میں دوسری بار نہیں گنوں گا۔"

روبن نے پہلی دو دستاویزات پر دستخط کر دیئے۔خرم نے کاغذات واپس لے کر دستخط چیک کئے اور انہیں تہ کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔

"یہ کیا ہے؟" روبن نے تیسرے کاغذ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ وہ ریڈیو پیغام ہے، جو گائیڈو اسکارٹ موری سن کو بھیجنے والا ہے۔" خرم نے سرد لہجے میں کہا"پیغام یہ ہے کہ کارنگ شارو میں تیل نہیں ہے۔لہٰذا سودا منسوخ سمجھا جائے۔ ہمیشہ کی طرح اس پر جانزون کا نام ہوگا۔"

روبن کا چہرہ ست گیا۔ پہلی بار اس کے ہونٹوں پر لرزش اور آنکھوں سے خوف کا اظہار ہو رہا تھا۔ ''لیکن تیل تو موجود ہے!'' وہ منمنایا ''تم نے ابھی خود بتایا۔''

''میں جانتا ہوں۔ میں نے تم سے تیل کا وعدہ کیا تھا اور میں وعدہ پورا کروں گا۔ اتنا تیل کہ تمہیں پھندا لگ جائے گا تیل کا۔ اور اس کے بعد...... ارے سنو۔''

وہ آواز سب نے سنی۔ محل میں نقارے بج رہے تھے۔ پورا جزیرہ ان سے گونج رہا تھا۔ پھر لوگوں کی چیخنے کی آوازیں سنائی دیں۔

''یہ ہوئی نا بات۔ بیس منٹ میں پورا جزیرہ الٹ پلٹ کر رکھ دیا جائے گا۔'' خرم نے طمانیت بھرے لہجے میں کہا۔ ''دلچسپ منظر ہوگا وہ اور تم دونوں اسے دیکھنے کے لئے یہاں موجود ہوگے۔ پھر تم قیدی بنائے...... اور اس کے بعد مار ڈالے جاؤ گے۔ پناما آرٹورو اور مائیکل کی زیر نگرانی اس وقت روانگی کے لئے پوری طرح تیار ہوگا۔''

تب صورت حال پوری طرح روبن اور جانزدن پر آشکارا ہوئی۔ ان کے چہرے دھواں دھواں ہو گئے۔ جانزدن نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن گائیڈو نے ریوالور سینے پر رکھ کر اسے پیچھے دھکیل دیا۔

روبن گڑگڑا رہا تھا۔ ''خدا کے لئے نواز، میری بات سنو۔ تم مجھ سے سب کچھ لے لو......''

''تمہارے پاس اب مجھے دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ تم بھوکے ننگے آدمی ہو۔ کھیل ختم ہو چکا روبن۔ اس لمحے کی یادگار البتہ......'' اس نے کیپٹن راکا کا لائٹر میز پر اچھال دیا۔

روبن لائٹر کو گھورتا رہا۔ خرم پلٹا اور نیلم کو لے کر ہٹ سے نکل گیا۔ گائیڈو نے ان دونوں کو ریوالور لہراتے ہوئے وہیں بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا۔

جزیرہ اب بھی نقارے کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ مگر خرم اس سے بے پرواہٹ کے دروازے کے باہر رکھے لیور باکس کے پاس تن کر کھڑا تھا۔ سربلند نیلم اس کے ساتھ کھڑی تھی۔

''دیکھو...... غور سے دیکھو۔'' خرم نے فاتحانہ لہجے میں کہا ''تین تک...... زیادہ سے زیادہ پانچ تک گنو گے اور تیل کا فوارہ پھوٹ پڑے گا۔ یہ وہ خزانہ ہے، جس کے لئے تم نے ایک انسان کو قتل کیا، ایک عورت کو بیچا...... اور اب اس کے لئے خود بھی مر جاؤ گے۔ روبن! اسے تیل کہتے ہیں۔ یہ جو کچھ دیکھو گے، یہ تیل ہے اور تیل کی دھار!''

اس نے جھک کر لیور دبا دیا۔

ایک...... دو...... لیکن مزید گنتی سے پہلے ہی زمین ان کے قدموں تلے۔ لرز کر رہ گئی۔ اور پھر انہوں نے وہ آواز سنی، جو ہزاروں نقاروں کی آواز سے کہیں زیادہ بلند تھی۔ لڑکھڑا کر سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے انہوں نے دیکھا۔ آتش فشاں پہاڑ کی چوٹی جیسے پھٹ پڑی تھی۔ فضا میں شہاب ثاقب سے اڑتے پھر رہے تھے۔ لگتا تھا، سورج پھٹ گیا ہے۔

وہ بہت تیز بھاگ رہے تھے۔ خرم، نیلم کو تقریباً گھسیٹ رہا تھا۔ پھر گائیڈو تھا، ساشا تھی اور ان کے پیچھے لرزتے قدموں سے ڈگمگاتے، ٹھوکریں کھاتے روبن اور جانزدن بھی بھاگ رہے تھے۔ دھماکے پر دھماکے ہو رہے تھے۔ زمین جیسے کروٹ لینے کو بے تاب ہو رہی تھی۔ فضا شعلے برسا رہی تھی۔ جیسے ہزاروں میزائل داغ دیئے گئے ہوں۔

گاؤں کے قریب پہنچ کر انہوں نے صحیح معنوں میں دہشت کا نظارہ کیا۔ صورت حال بہت خراب تھی۔ برسنے والے شعلوں کی زد میں آ کر جھونپڑوں کی چھتوں نے آگ پکڑ لی تھی۔ کوئی جھونپڑی ایسی نہیں تھی، جو جل نہ رہی ہو۔ ہر طرف شعلے ہی شعلے تھے اور دہشت بھری چیخیں۔

خرم انہیں اس طرف لے جا رہا تھا، جہاں ساحل کے قریب جھاڑیوں میں بوٹ چھپی ہوئی تھی۔ وہ چاروں ساحل پر پہنچے تو روبن اور جانزدن ان سے پچاس گز پیچھے تھے۔

سمندر کا مزاج بھی برہم تھا۔ موجیں یوں شور مچا رہی تھیں۔ جیسے طوفان بدوش

ہوں۔ بوٹ نظر آ رہی تھی لیکن خوف زدہ میر نہا نے خود کو جھاڑیوں میں دبکا لیا تھا۔

وہ جلدی سے کشتی میں بیٹھ گئے۔

"خرام نواز!" روبن نے یاس بھرے لہجے میں اسے پکارا۔

لیکن خرم نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ وہ کچھ دور میر نہا کی موٹر بوٹ کو دیکھ رہا تھا۔ اس تک پہنچ کر ہی وہ محفوظ ہو سکتے تھے۔

گائیڈو اور خرم چھوٹی کشتی کو چپوؤں سے دھکیلتے رہے۔

"نواز! نواز!"

اب وہ دونوں چیخ رہے تھے۔ ان کی آوازیں دہشت کے بوجھ سے لرز رہی تھیں۔ خرم نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ دونوں اس وقت کمر کمر پانی میں تھے۔

سمندر کی شورش اتنی سنگین تھی کہ اس چھوٹی سی ناؤ کو الٹنے سے بچانا کارے دارد تھا۔ انہیں وہ تھوڑا سا فاصلہ میلوں پر محیط محسوس ہوا۔ بالآخر وہ موٹر بوٹ تک پہنچ گئے۔

موٹر بوٹ پر سوار ہونے سے پہلے خرم نے میر نہا کو جھاڑیوں سے گھسیٹا۔ وہ سب بوٹ پر سوار ہو گئے۔

"یہ انجن اسٹارٹ کرو۔" خرم، میر نہا پر برس پڑا۔ پھر وہ گائیڈو کی طرف پلٹا۔ "لنگر اٹھاؤ گائیڈو۔ اور تم دونوں پیٹ کے بل لیٹ جاؤ۔" اشارہ نیلم اور ساشا کی طرف تھا۔ "جلدی کرو...... جلدی...... جلدی!"

سرخ انگارے مسلسل برس رہے تھے۔ ڈیک پر انگاروں کا انبار سا لگ گیا تھا۔ انجن اسٹارٹ ہونے اور بوٹ بڑھنے میں جیسے صدیاں لگ گئیں۔

سمندر چاروں طرف سے یلغار کر رہا تھا طوفانی موجیں اچھل کر ڈیک تک آئیں۔ لیکن یہ بھی قدرت کی ایک مہربانی ہی تھی۔ انہوں نے ڈیک پر جمع انگاروں کو بجھا دیا اور اب جو انگارے برس رہے تھے، وہ پانی میں ہی گر رہے تھے......

میر نہا بوٹ کو پوری رفتار سے چلا رہا تھا۔ بوٹ دور...... بہت جہاز پناما کی روشنیوں کی طرف لپک رہی تھی۔

خرم نے پلٹ کر ساحل کی طرف دیکھا۔ وہاں روبن اور جانزون اب گردن گردن پانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔

"نواز...... نواز...... نواز......" وہ اب بھی التجائیں کر رہے تھے۔ پھر جلتے ہوئے انگاروں کا ایک بادل ان کے سروں پر برسا اور ان کی التجائیں اذیت بھری چیخوں میں تبدیل ہو گئیں۔

پھر سرکش پانیوں نے انہیں نگل لیا۔

خرم نے سوچا، میں نے اس سے سب کچھ چھین لیا۔ کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ اس کے پاس۔ اس کا چہرہ پانی نے مٹا دیا۔ اس کی آواز آہ دبکا میں ڈھلنے کے بعد غروب ہوئی۔ میں نے اس کی محبوبہ چھین لی۔ اس کی دولت چھین لی۔ اس سے زندگی چھین لی۔ مجھے فخر ہونا چاہئے خود پر لیکن یہ کیا کہ مجھے اس پر رحم آ رہا ہے۔ کیوں؟

بوٹ کھاڑی سے مڑ کر سمندر میں داخل ہو گئی۔ تب پہلی بار انہوں نے رگوں میں خون ٹھٹھرا دینے والا وہ جلتا منظر پوری طرح دیکھا، جس کا وہ محض اندازہ کر کے ہی لرز رہے تھے۔ آتش فشاں کسی جنونی دیو کی طرح چنگھاڑ رہا تھا۔ آگ اگل رہا تھا۔ ہوا میں گندھک کی بو اور دھواں رچا ہوا تھا۔ پورا ساحل یوں جل رہا تھا۔ جیسے کنارے پر کسی نے پٹرول چھڑک دیا ہو۔ انسان چیونٹیوں کی طرح پانی کی طرف بھاگ رہے تھے۔ آتش فشاں کی دہاڑوں اور موجوں کے شور کے باوجود اس کی دہشت بھری چیخیں واضح طور پر سنائی دے رہی تھیں۔

"خرم سنو...... خرم، ہم ان لوگوں کے لئے کچھ نہیں کر سکتے؟" نیلم نے اس کا کندھا ہلاتے ہوئے کہا "ہم کچھ پیچھے نہیں جا سکتے کچھ لوگوں کو تو بچا لیں۔"

خرم نے نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں نیلم، ہم خود بھی دو منٹ کے اندر اندر جل جائیں گے۔ ہم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہیں کہ پناما کے قریب کھڑے رہیں اور جو خوش نصیب بچ کر وہاں تک آ جائیں انہیں پناما پر سوار کرا دیں۔ وہ دیکھو......"

نیلم نے اس کی انگلی کے اشارے کی سمت دیکھا۔ چھوٹی چھوٹی کشتیاں

ساحل سے کھلے پانی کی سمت آ رہی تھیں لیکن انہیں سرکش موجوں سے بھی لڑنا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دو کشتیاں الٹ گئیں لیکن کسی کے پاس اتنی فرصت نہیں تھی کہ گرنے والوں کی مدد کرتا۔

پھر وہ کشتیاں الٹتے دیکھتے رہے۔

''خرم......خرم، یہ سب کتنا خوفناک ہے۔'' نیلم نے کہا اور اپنا چہرہ خرم کے سینے میں چھپالیا۔

بوٹ، جہاز پناما کے قریب پہنچ گئی تھی۔

''اپنی آنکھیں، کان اور دل بند کرلو گڑیا۔'' خرم نے نیلم کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ ''تم نے ویسے ہی بہت اذیت اٹھائی ہے اور ان بے چاروں کے سلسلے میں تو کچھ بھی نہیں کرسکتیں۔ مجھ سے یونہی لپٹی رہو گڑیا۔ تمہیں گھاس سے لپٹ کر سرگوشی کرتی ہوا کی نرمی محسوس ہوگی۔ تمہیں خوش گلو پرندوں کے چہچہے سنائی دیں گے۔ غور سے سنو گڑیا۔''

لیکن یہ سب کچھ سننا ممکن ہی نہیں تھا۔ انہوں نے قیامت کی چنگھاڑ سنی اور پھر آتش فشاں پہاڑ کے دہانے کو کھلتے اور آگ کے ایک دریا کو بھر کر نکلتے اور پہاڑی ڈھلانوں پر بہتے دیکھا۔

اسی لمحے انہیں جہاز پر اٹھالیا گیا۔

۞......۞......۞